SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, January 23, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past Ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکا ئکم من یفعل من ذلکم من شی ء سبحنہ و تعلیٰ عما یشرکون - ظہر الفساد فی البروالبحر بما کسبت ایدی الناس لیذ یقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون - قل سیروافی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین - فاقم وجھک للدین القیم من قبل ان یاتی یوم لا مرد لہ من اللّٰہ یومیذ یصدعون -

ترجمہ۔ اللّٰہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے معبودوں میں سے کبھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ پاک ہے اور

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, January 23, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past Ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکا ئکم من یفعل من ذلکم من شی ء سبحنہ و تعلیٰ عما یشرکون - ظہر الفساد فی البروالبحر بما کسبت ایدی الناس لیذ یقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون - قل سیروافی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین - فاقم وجھک للدین القیم من قبل ان یاتی یوم لا مرد لہ من اللّٰہ یومیذ یصدعون -

ترجمہ۔ اللّٰہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے معبودوں میں سے کبھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ پاک ہے اور

ان کے شریکوں سے بلند ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آ جائیں ۔ کہہ دو ملک میں چلو پھرو اور دیکھو جو لوگ پہلے گزرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا ان میں سے اکثر مشرک ہی تھے سو تو اپنا منہ سیدھی راہ پر سیدھا رکھ اس سے پہلے کہ وہ دن آ پہنچے جسے اللہ کی طرف سے پھرنا نہیں اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ۔

(سورۃ الروم آیات ۳۹ تا ۴۳)

Panel of Presiding Officers

جناب چیئرمین: جزاک اللہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد۔

I will announce the Panel of Presiding Officers, in pursuance of Sub-Rule (1) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a Panel of Presiding Officers for the 50th Session of the Senate of Pakistan.

1. Senator Kamran Murtaza.
2. Senator Ilyas Ahmed Bilour
3. Senator Dr. Muhammad Said

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ انچاسویں اجلاس کے دوران مورخہ ۱۹ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ انچاسویں اجلاس کے دوران مورخہ انیس سے چوبیس دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید جاوید علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ انچاسویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۲ تا ۲۴ دسمبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر خالد محمود سومرو ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ انچاسویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۲ اور ۲۳ دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید حامد سعید کاظمی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملتان گئے ہوئے ہیں، اس لیے مورخہ ۲۳ تا ۲۵ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ شیریں رحمان نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کے بنا پر مورخہ ۲۲ اور ۲۳ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ جناب غلام احمد بلور نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہونے کے بنا پر آج مورخہ ۲۲ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب محمد قادر مگسی نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہونے کے بنا پر آج مورخہ ۲۳ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Presentation of Standing Committee Report

We will take up item No. 2. Mr. Nisar Ahmed Memon will move item No.2.

Senator Nisar Ahmed Memon: Sir, under Rule 170, it is a report of the Senate Standing Committee on Defence and Defence Production, which went on tour of the European NATO Headquarters as well as to the U.K. on the invitation of the Defence Committee of the U.K. I seek your permission to present this report. We have laid down in report all the issues that have taken up in the joint Parliamentary resolution that Afghanistan and terrorism is one of the major issues that we are confronted and that the joint resolution of the Parliament clearly stated that political solution will be sought. We brought these points to all the people we met in the Executive and the Legislative. We took up the concern of Pakistan on the continuing attack of the drones on Pakistan's territory. We clearly pointed out to them that this is not acceptable to the people of Pakistan nor to the Government of Pakistan because this is infringment on the sovereignty of Pakistan. The third point which we took up is the Indian ten thousand forces that are present in Afghanistan which pose a great threat to Pakistan in term of the activities that they have, in trying to destabilise Pakistan. These are some of the things that we pointed out and that the rest of things are in the report, so I request your permission to present this report.

Mr. Chairman: You have the permission and the report stands presented and we appreciate the efforts that you and your colleagues of the Committee have made.

Senator Nisar Ahmed Memon: Thank you Sir.

Mr. Chairman: Item No. 3, Senator Col (Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi may move item no.3.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, as the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Liaqat A. Bangulzai on the alleged misbehaviour of a government officer, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried. Colonel Sahib, item No. 4 also stands on your name.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, as the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Liaqat Ali Bangulzai on the alleged misbehaviour of a government officer.

Laying of Ordinances

Mr. Chairman: The report stands presented and we thank you and your associates in the Committee for your efforts. Item No. 5, Mr. Farooq Hamid Naek

Senator Farooq Hamid Naek: (Minister for Law and Justice) I beg to lay

1. The National Vocational and Technical Education Commission

Ordinance, 2008 (Ordinance No.VII of 2008).

2. The Legal Practitioners and Bar Councils (Amendment) Ordinance 2008 (Ordinance No.VIII of 2008).

3. The Prevention of Electronic Crimes Ordinance, 2008 (Ordinance No. IX of 2008) before this august House under clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan read with sub-rule (1) of Rule 132 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

Mr. Chairman: The Ordinances stand laid. Professor Khurshid Sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: کیا ordinances سے متعلق ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین، گو technically یہ بات درست ہے کہ یہ آرڈیننس بروقت ہمارے سامنے آرہے ہیں لیکن میں اپنے بھائی نائیک صاحب اور میاں رضا ربانی صاحب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم ہمیشہ اس بات پر اصولی طور پر اعتراض کرتے رہے ہیں کہ قانون سازی پارلیمنٹ میں ہونی چاہیے اور آرڈیننس کے ذریعے نظام حکومت چلانا، جمہوری اصولوں اور دستور کی روح کے خلاف ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم توقع رکھتے تھے کہ یہ حکومت، ماضی میں جو حرکتیں ہو رہی تھیں، انہیں repeat نہیں کرے گی لیکن یہاں پر بھی وہی چل رہا ہے۔ یہ ایوان بار بار اس امر کا اظہار کر رہا ہے کہ قانون سازی اس ایوان میں ہونی چاہیے۔ مجھے اعتراف ہے اور رضا ربانی صاحب نے یہ وعدہ پورا کیا ہے کہ تقریباً ہر مہینے ہمیں اپنی بات پیش کرنے کا موقع مل جائے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سب چیزیں پارلیمنٹ میں bills کی شکل میں کیوں نہیں لائی جاتیں اور کیا وجہ ہے کہ ہم اس طرح آرڈیننس کے ذریعے نظام چلانے کی کوشش کر رہے ہیں جس پر ماضی کی حکومتیں کام کر رہی تھیں۔ اس لیے میں اس پر اپنا

احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں اور ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جو بات آپ حضرات نے opposition میں کہی تھی، آج آپ کا امتحان ہے اور آپ کو اس بات پر عمل کر کے بتانا چاہیے کہ جمہوری حکومت کا انداز آمرانہ حکومتوں سے مختلف ہوتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے پھر یہ سلسلہ زیادہ ہو جائے گا۔ مختصراً اگر فرمائیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! بات صرف یہی ہے کہ we are coalition partner of the Government لیکن نائیک صاحب جو آرڈیننس لاتے ہیں، اس بارے میں، میں پروفیسر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ وہاں بیٹھ کر ہم خود شور مچاتے رہے ہیں کہ ہمیں آرڈیننس نہیں چاہیے، ہمیں آرڈیننس نہیں چاہیے۔ اب نائیک صاحب سوئے رہتے ہیں یا باہر پھرتے رہتے ہیں، تو آرڈیننس لانے سے بہتر ہے why not to bring the bills? بل لائیں تو بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر فاروق حامد نائیک: بلور صاحب personal remarks دے رہے ہیں۔ یہ مجھ سے کسی اور وجہ سے ناراض ہیں۔ اس سے وہ اس وقت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میری صرف یہ گزارش ہو گی کہ چلیں ماضی کی غلطیاں معاف کر دیں لیکن نائیک صاحب یا رضا ربانی صاحب ہمیں commitment دیں کیونکہ ہم یہاں اکٹھے بیٹھ کر یہی شور مچاتے رہے۔ اگر ہم نے وہی practice follow کرنی ہے تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ یا تو اس وقت نہیں کہنا چاہیے تھا یا آج ہمیں اس پر شرمندگی ہونی چاہیے۔ کم از کم آئندہ کے لیے commitment دیں کہ آرڈیننس کے ذریعے یہ حکومت کرنے کے اس نئے پلان کو بند کریں گے۔

Mr. Chairman: You say something, the comment over it will ....

Senator Farooq Hamid Naek: Sir, I am going to answer my honourable colleagues in a constitutional matter because there is an Article in the Constitution, we believe before I draw the attention of this august House and the honourable Chairman towards the provisions of the Constitution, we agree that the best form to legislate is through a Bill and through an Act, which should become the act of the Parliament as laid down in the Constitution. But at the same time, the Constitution allows the promulgation of Ordinances in certain circumstances and Article 89 of the Constitution is for this very purpose and the period has been specified in the provision is 4 months. Either it would lapse or it would be again laid before the Parliament for the purpose of becoming an Act, otherwise it would lapse. The Constitution gives the power to the President to promulgate an ordinance under Article 89 of the Constitution and an ordinance, which is promulgated under Article 89, has got the same force, has got the same applicability as an act of the Parliament. But there is a provision which says that it ceases after 4 months. So it is a legislation, which is at par with the Act of the Parliament but there is a specified period which has been laid down in the Constitution. Either we should do away with the provision of this Article totally and delete it, then it becomes a different story but as long as it is there, the government has a right to take refuge under Article 89 in certain circumstances but at the same time, I agree with my learned friends that

the best way is to promulgate and to legislate through an act. Thank you.

(Interruption)

Mr. Chairman: I think let us come to the other issues because it is Friday. انہوں نے بتا دیا ہے اسی میں وقت نکل جائے گا کیونکہ پہلے ہی وقت کم ہے he will minimize it, he has said so. کہ

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جو نائیک صاحب نے فرمایا ہے یا he was member of the Peoples Party, he apologize میں House یہ تو کریں used to be part of our agitation, we should not have double standards کیا اب Article 89 آئین میں نیا شامل ہوا ہے' یہ جس کا refuge لے رہے ہیں۔ It was very much in existance since 1973 but we use to protest میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو معذرت خواہانہ style ہے' یہ مناسب نہیں ہے۔ ان کو کھلے دل کے ساتھ یہ commit کر لینا چاہیے کہ ٹھیک ہے ہم ordinance سے legislate کر رہے ہیں کیونکہ ہم مل کر یہ شور مچاتے رہے ہیں اور یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ چلیں ہم تو ابھی ادھر بیٹھے ہوئے ہیں یہ کم از کم پھر اس پرانی جو agitation تھی' اس کی معذرت کر لیں کہ جناب! ہم غلط agitate کرتے رہے ہیں' ہم نے اس وقت آئین کا یہ آرٹیکل نہیں پڑھا تھا' آج ہم کو اس آرٹیکل کا علم ہوا ہے اور ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے' ہم اپنے ماضی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں' ہم یہاں پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ن)' جماعت اسلامی اور دوسرے لوگ یہاں اپوزیشن میں سب اکٹھے شور مچاتے رہے ہیں۔ ہمیں بھی پتا ہے' انہوں نے جو آرٹیکل پڑھ کر سنایا ہے' یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' ہر حکومت اس آرٹیکل کو استعمال کرتی رہی ہے لیکن اگر ہو سکے تو اس کو avoid کریں اور اب تو دونوں Houses ہیں۔ کیا اب ضروری ہے کہ سینیٹ نے 90 days یا 120 days کے لیے National Assembly نے کام کرنا ہے۔ اب کسی بھی House کا اجلاس بلائیں اور اس میں جو بھی law لانا چاہتے ہیں' وہ lay کر دیں۔ میری گزارش ہے کہ اس طرح اس کا defence مناسب نہیں ہے جو یہ defence لے رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے پھر اس سے نئے issues آ جائیں گے اور انہوں نے کہہ دیا ہے کہ they will try to keep it to minimum and it is...

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: پھر مختصر رکھیں کیونکہ پھر باقی جو ہیں----

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب! میں نے ایک اصولی بات اٹھائی تھی اور سیاسی اعتبار سے ہمارا' پیپلز پارٹی اور دوسری اپوزیشن جماعتوں کا جو موقف رہا ہے' اس کی بنیاد پر یہ بات کہی تھی لیکن مجھے دکھ ہے کہ میرے بھائی نائیک صاحب نے ایک بڑا ہی technical راستہ اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ ڈار صاحب نے کہا یہ آرٹیکل دستور میں پہلے سے موجود ہے' ہمیں پتا ہے لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیے' وہ قانون دان ہیں' کہ کسی Constitution میں legislation کے لیے normal process کیا ہے' مجھے علم ہے کہ normal process کو غیر معمولی حالات میں چھوڑا جا سکتا ہے مگر یہ ایک exception ہے جسے normal طریقہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نیز استثناء کے لیے ضروری ہے کہ غیر معمولی حالات ہوں اور اسے justify کیا جا سکتا ہو۔ مجھے بتائیں کہ آج وہ جو تین قوانین ordinances کی شکل میں ہمیں دیئے جا رہے ہیں' ان میں کیا urgeney تھی جبکہ ہر مہینے سینیٹ کا اجلاس ہو رہا ہے' اسمبلی کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ اس کو یہاں normal طریقے سے لائیں اور discuss کریں۔ دیکھیے قانون سازی کے معنی یہ ہیں کہ یہ کام ایک process کے ذریعہ انجام دیا جائے۔ اس process کے ذریعے قانون سازی کی جائے خواہ وہ private member کے ایماء پر ہو یا حکومت کی طرف سے۔ عام ممبر یا حکومت کی طرف سے جب ایک Bill آتا ہے تو اس کے بعد کمیٹی یا ایوان غور کرنے کے علاوہ دو مزید rovision دستور میں موجود ہیں یعنی یہ کہ اسے رائے عامہ کا ردعمل جاننے کے لیے پبلک کو refer کیا جائے یا اسلام کے قوانین سے تصادم یا عدم تصادم کو جاننے کے لیے Council of Islamic Ideology کو بھیج دیا جائے۔ آرڈیننس کے ذریعہ قانون سازی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر ایوان میں

اس کی تین readings کی جاتی ہیں۔ تو قانون سازی کا ایک اپنا decorum and process ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسودہ قانون اس سارے process سے گزر کر ایک مناسب شکل میں کتاب قانون میں آئے۔ Ordinance میں یہ سب چیزیں نہیں ہوتیں' قانون سازی کا یہ طریقہ بھی ایک exception ہے۔ آپ اس کا سہارا لے کر ہمیں یہ سبق پڑھا رہے ہیں کہ یہ دستور کے مطابق ہے' ہم نے کب کہا کہ یہ غیر دستوری ہے لیکن ہم نے یہ ضرور کہا کہ یہ پارلیمانی آداب' دستور کی spirit اور دستور میں دیئے گئے قانون سازی کے process کے خلاف ہے۔ اس بنیاد پر ہم نے اپنا یہ اعتراض اٹھایا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ اپنی پوزیشن کو بھی درست کرلیں اور میں میاں رضا ربانی صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس حوالے سے ذرا غور کریں۔

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب' ذرا مختصر رکھیں کیونکہ پھر باقی ایجنڈا ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں اس پر اعتراض نہیں کر رہا کہ ان کو ordinance جاری کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ میں اس پر بات بھی اعتراض نہیں کر رہا کہ legislation وہ میرے دوستوں نے کہہ دیا ہے۔ میں تو جناب! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ordinance lay کیا جاتا ہے تو وہ bill بنتا ہے۔ Bill بن کر National Assembly میں Standing Committee کے پاس چلا جاتا ہے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ National Assembly میں Standing Committee کے پاس پڑا رہتا ہے اور چار مہینے گزر جاتے ہیں۔ یہ field میں law نہیں رہتا' پھر چھ مہینے یا سال کے بعد یہ bill بنتا ہے۔

جناب والا! کیا فاضل وزیر قانون یہ assurance دیں گے کہ چار مہینوں کے اندر اس کی رپورٹ آئے گی' وہاں سے bill pass ہو کر یہاں آ جائے گا تاکہ continuity of process of legislation رہے۔ ہمارا اصل کام legislation ہے اور ہم جناب والا! اس سے بالکل غافل ہیں اور یہ process follow نہیں کیا جا رہا جو آئین میں ہے کہ چار مہینوں میں اس bill کو اسمبلی سے پاس کرا کر' یہاں سے پاس کرائیں پھر continuity of process of legislation ہو گی۔ میں استدعا کروں گا کہ آپ اس House کو assurance دیں کہ آپ

نے جتنے بھی ordinances pass کیے ہیں، چار مہینوں میں ان کو bill کی شکل میں یہاں لائیں گے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب، ہماری کمیٹی میں decide ہوا تھا کہ we will suspend the agenda rules today and discuss other issues. Mr Raza Rabbani, would you like to move for a suspension?

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): جناب! میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارا جو موقف اپوزیشن میں تھا، وہی آج بھی ہے۔ ہم اپنے اصولی موقف تبدیل کرنے کے عادی نہیں ہیں اور ہماری تاریخ نے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ ہم جب اپوزیشن میں تھے تو سمجھتے تھے کہ ordinances کے ذریعے legislation مناسب نہیں ہے اور آج حکومت میں ہوتے ہوئے بھی ہمارا یہی موقف ہے اور حتی الامکان ہماری کوشش یہی ہے کہ جتنی بھی legislation ہے، وہ پارلیمان کے سامنے bill کی صورت میں آئے اور آپ نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی اہم bill جو IRO 2002 کو ختم کر رہا تھا اور IRO 2008 لایا، اگر ہم چاہتے تو اس کو فوری طور پر ordinance کی صورت میں لا سکتے تھے لیکن ہم نے مناسب سمجھا کہ اتنے voluminous bill کو پہلے سینیٹ میں لایا جائے اور ماشاء اللہ سینیٹ نے اس bill کو unanimously pass کیا۔ دوستوں کی جو reservations تھیں، ہم نے ان کو accommodate کیا۔ پھر National Assembly میں بھی وہ اسی طرح pass ہوا۔ اسی طرح PIA میں Trade Unions activate کرنے کے لیے جو legislation تھی، وہ بھی فوری نوعیت کی تھی لیکن ہم نے desist کیا اور ہم ordinance نہیں لائے۔ اس کی بھی قانون سازی کی، اس bill کو سینیٹ سے originate کیا لیکن کہیں کہیں یہ لازم ہو جاتا ہے کہ فوری طور پر کیا جائے۔ میں House کو coalition government کے behalf پر assure کرواتا ہوں کہ ہم ordinances پر کم سے کم انحصار کریں گے اور اگر کیا بھی تو جو آئین کے اندر دیا گیا ہے کہ چار ماہ میں وہ پارلیمان کے سامنے آئے، ہم اس پر عمل درآمد کریں گے انشاء اللہ۔ جناب! میں House کو یہ assurance دیتا ہوں۔

جناب! آپ کی اجازت سے جیسے طے ہوا تھا کہ ایک unanimous resolution غزہ پر تیار کی گئی ہے، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو rules کی suspension for the purpose of moving that resolution, I would like to move that motion.

Mr. Chairman: Please, go ahead

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of Rule 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the resolution.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of Rule 22, 23, 26, 27 and 120 of the said rules be dispensed with in order to move the resolution.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: You may now move the resolution.

Joint Resolution: Condemnation of Israeli Aggression against the people of Palestine

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir. Sir, this is a consensus and joint Resolution of the Senate of Pakistan and with your permission, I would like to read the same.

The Senate of Pakistan:

i) Expresses its strongest condemnation of the barbaric Israeli military aggression against Palestinians, both by air and the ground forces, which has caused thousands cilvilian casualties and

caused large scale damage to property.

ii) Determines that the Israeli aggression in Gaza violated principles of the United Nations Charter, international Law and international Humanitarian Law, including the Geneva Conventions.

iii) Also determines that the Israeli policies and practice of targeting the civilian population particularly Palestinian women and children, tantamount to committing acts that fall in the purview of the International Conventions against Genocide and tantamounts to state terrrorism.

iv) Notes with deep concern the pathetic inability of the international community including major powers, the United Nations, the Arab and the Islamic world to take effective actions at the political, moral and legal planes to stop Israeli aggression against the Palestinian people in Gaza and to uphold the principles of the UN Charter and International Law including Humanitarian Law and also condemns their double standards.

v) Urges the international community in particular the major powers and especially the United States, to use its considerable influence for safeguarding the legitimate rights including right to life, which is the most fundamental of the people of Palestine; as well as to use all means to dissuade Israel from continuing to execute its atrocities against the civilians and the defenceless Palestinians.

vi) Reaffirms the strong condemnation by the Senate of Pakistan of the Israeli attacks against the Palestinian people in Gaza and

reaffirms the total solidarity of the people of Pakistan with their Palestinian brethren.

vii) Reaffirms Pakistan's full support and solidarity with the people of Palestine in their just struggle for the restitution of their legitimate and inalienable national rights including the right to establish an independent Palestinian state on their own homeland with Al-Quds Sharif as its Capital

viii) Commends the Government of Pakistan for its actions to sensitize the international community and particularly the Organization of Islamic Conference (OIC) to fulfill their indispensable responsibilities in upholding the rights of the Palestinian people.

ix) Requests the Government of Pakistan to expedite supply of humanitarian and relief assistance for the Palestinian people in Gaza and the importance of keeping the supply routes overland open along the Refa crossing.

x) Resolves that the Government of Pakistan should forward this Resolution to the United Nations, the Organization of Islamic Conference (OIC), the League of Arab States and the diplomatic community in Pakistan.

Mr. Chairman: Mr. Mushahid please, comment on this.

Senator Mushahid Hussain Sayed: Thank you Mr. Chairman. This Resolution is the unanimous resolution of the Pakistan Senate and reflects sentiments of the entire people of Pakistan on the

issue which is very dear and close to our hearts because Palestine is one issue on which Pakistan has always spoken above party lines. And if you remember that in my capacity as Chairman of the Senate Foreign Relations Committee and in this very House 2 years ago I had invited Mehmood Zahar, the Foreign Minister of Palestine representing the Hamas Organization and he was here and he had received standing ovation and our Government had provided him even financial support despite the opposition of the United States of America because this is a principle position of Pakistan. And I think this resolution also shows that the issue of state terrrorism done by states like Israel which have concurrence and support of International community, western countries particularly the United States, Mr. Chairman,

آپ نے سنا ہو گا کہ America کے سابق صدر کے لیے کتنی شرمناک بات ہے' اب سابق صدر ہو گئے ہیں۔ Israel کے وزیر اعظم نے ان کو توہین آمیز طریقے سے فون کیا' وہ telephone کر رہے تھے' انہوں نے کہا کہ speech کرنے میں busy ہیں' اس نے کہا کہ speech بند کریں' Israel کے وزیر اعظم Olmert کا telephone ہے اور اس نے speech بند کی' telephone receive کیا۔ اس نے کہا کہ آپ کی وزیر خارجہ نے ایک قرارداد غزہ پر ceasefire کے لیے UN Security Council میں پیش کی ہے' آپ اپنی وزیر خارجہ کو حکم دیں کہ قرارداد کی حمایت نہ کریں' انہوں نے کہا کہ yes sir ٹھیک ہے' Bush نے بات مان لی۔

This is the nature of the relationship between Israel and the United States. We are very happy that America has the new President Barak Hussain Obama and in his inaugural address said, they want a new way of forward with the Muslim World based on mutual interests and mutual respect. We feel the new way forward can only be possible, if the US

helps in alleviating the suffering of the people of Palestine and in providing the bases for a new Palestines state according to UN resolution as well as the suffering of the people of Kashmir and also to ensure that America's Middle East policy and Muslim World policy is not based on an Israel first approach.

ہماری توقعات ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے بھی کہوں گا کہ ایک موقع ملا ہے' انہوں نے کہا کہ America مسلمانوں اور مغرب کے درمیان خلیج بند کرنے میں نیا راستہ چاہتا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم initiative لیں۔ انہوں نے تقریر بھی کرنی ہے' اوباما نے کہا کہ وہ اپنی صدارت کے پہلے 100 دنوں میں مسلم دنیا سے خطاب کریں گے تو ہم بھی اس حوالے سے ان کو کہیں کہ یہ جو issues ہیں' اس میں Palestine which is the core issue for the Muslim World and Kashmir, they have to be resolved. اور Thank you very much. double standards اور ریاستی دہشت گردی کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میری نگاہ میں یہ قرارداد ایک comprehensive قرارداد ہے جو مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے اور اس حیثیت سے بھی ایک مناسب قرارداد ہے کہ یہ پاکستان کی حکومت' عوام اور پارلیمنٹ کے جذبات' احساسات اور توقعات کا بھرپور انداز میں اظہار کرتی ہے۔ میں صرف تین باتیں عرض کروں گا۔

پہلی بات یہ ہے کہ میں مشاہد صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اصل مسئلہ اسرائیل کی occupation کا ہے' اس کے state terrorism اور فلسطینی عوام کے genocide کا ہے۔ یہ تین الفاظ state terrorism, occupation اور genocide اسرائیل کی پوری policy اور کارکردگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ جب تک یہ ختم نہیں ہوں گے علاقے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں جسے دہشت گردی کہا جا رہا ہے' وہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب

تک اس core issue کو سنجیدگی اور دیانت کے ساتھ حل نہیں کیا جاتا۔

جناب والا! میں دوسری بات یہ کہنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں مسلمان حکومتیں، ہمارے حکمران، عرب اور مسلمان دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ یہ سب حکمران اس جرم میں شریک ہیں جو اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور ان میں امریکہ پیش پیش ہے نیز مغربی اقوام بھی اس کی پشت پناہی انجام دے رہی ہیں۔ غضب یہ ہے کہ اس پورے عرصے میں مسلمان تڑپ رہے تھے اور شہید کئے جا رہے تھے۔ رفاہ کا ایک چھوٹا سا outlet جس سے انہیں خوراک اور ادویہ کی supply کی جا سکتی تھی، مریضوں کو ہسپتال لے جایا سکتا تھا، وہ تک نہیں کھلا رکھا گیا ہے۔ مصر اس کا ذمہ دار ہے، یہ ایک شرمناک ریکارڈ ہے، اگر ہم اسے condemn نہیں کرتے تو ہم اپنا فرض اور حق ادا نہیں کریں گے۔

امریکہ کا کیا کردار رہا، اس پورے عرصے میں وہ حماس ہی کو موردِ الزام ٹھہراتے رہے۔ حالانکہ جناب چیئرمین! حقائق یہ ہیں کہ جو چھ مہینے کا ceasefire ہوا تھا اس کے دو پہلو تھے، ایک یہ کہ ایک دوسرے پر میزائل یا کسی بھی ذریعے سے حملہ نہیں کیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ غزہ کا جو blockade ہے جس کے نتیجے کے طور پر 18 مہینے سے نہ افراد، نہ خوراک، نہ ادویہ move نہیں کر سکتیں، غزہ کے ڈیڑھ ملین افراد کو ایک قیدخانے میں بند کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد پھر ان قیدیوں کو پانی، خوراک و تیل تک کے پہنچانے کے مواقع سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ یہ سب اس معاہدے کا حصہ ہے لیکن اسرائیل نے اس وعدے کے باوجود پورے چھ مہینے میں ایک دن کے لیے بھی یہ siege ختم نہیں کیا۔ کہا جا رہا ہے حماس میں میزائل پھینکے لیکن حقیقت یہ ہے کہ 5 نومبر کو یعنی جنگ بندی کے خاتمے سے دو مہینے پہلے باقاعدہ اسرائیل نے غزہ پر حملہ کیا، ان کے جہاز آئے، میزائل پھینکے گئے اور لوگوں کو مارا گیا، پھر اس کے ردعمل میں حماس نے بھی اپنے ٹوٹے پھوٹے میزائل پھینکے۔ جناب والا! حقائق کو media صحیح طرح پیش نہیں کر رہا ہے، ستم یہ ہے کہ ظالم اور جابر ہی کو justify کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ double standard ہے، حقائق کے ساتھ بددیانتی ہے۔ یہ وہ رویہ ہے جس سے دنیا بھر کے مسلمان اپنے آپ کو مجروح محسوس کرتے ہیں اور بجا طور پر احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ceasefire مسئلے کا حل نہیں ہے،

مسئلے کا حل فلسطینیوں کو ان کا حق دینا ہے' occupation کا خاتمہ اور فلسطینیوں کو ان کے right of self determiniation سے استعمال کے ذریعہ اپنی سرزمین پر اپنی آزاد اور بااختیار حکومت قائم کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس معاملے میں UN ناکام رہی ہے' امریکہ اس معاملے میں اسرائیل کے ساتھ مجرمانہ تعاون بلکہ سرپرستی کر رہا ہے۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ مسلمان عوام اپنی قوت سے اور دنیا کے تمام انصاف پسند عوام کی تائید سے غزہ اور پورے فلسطین کے مسلمان اپنا حق حاصل کرنے کی جدوجہد کی تائید کریں۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیئے کہ اس وقت اسرائیل کے خلاف جو عالمگیر احتجاج ہوا ہے' بلاشبہ اس میں مسلمان پیش پیش ہیں لیکن تقریباً دنیا کے ہر ملک میں بشمول امریکہ تمام امن پسند انسانوں نے شرکت کی ہے جس میں ہر مذہب اور ہر قومیت کے لوگ موجود تھے' کئی یہودی' حتیٰ کہ برطانیہ کا ایک member of the parliament جو کہ یہودی بھی ہے اور اسرائیل کا بہت بڑا مداح رہا ہے ' اس نے برملا یہ بات کہی ہے کہ آج اسرائیل جو کچھ کر رہا ہے یہ وہی ہے جو کہ ہٹلر نے یہودیوں کے خلاف کیا۔ یہ ایک عالمگیر واقعہ ہے' یہ وقت ہے کہ ہم خاموش نہ بیٹھیں بلکہ اس کو ایک عالمگیر movement کی شکل دیں تاکہ مسلم حکومتیں بھی' مغربی اقوام بھی مسئلے کے حل کے لیے کوئی مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

میں آخر میں یہ بات کہوں گا کہ صدر اوباما صاحب نے ان پورے تین ہفتوں میں جو خاموشی اختیار کیئے رکھی ہے اس سے ہمیں دکھ پہنچا ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ جو مظالم غزہ پر اسرائیلی حکومت کر رہی ہے سب نے اس کی مذمت کی ہوتی اور اقوام متحدہ جنگ بندی کو نافذ کرتی۔ امریکی حکومت نے اسرائیل کا ساتھ اور اوباما صاحب نے چپ سادھ لی۔ یہ کہاں کا انصاف اور مظلوم کی کیسی داد رسی ہے؟

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! معزز وزراء و اراکین سے التماس ہے وہ پروفیسر صاحب کی طرف متوجہ ہوں اور اہمیت دیں۔

Mr. Chairman: Bilour sahib, lets hear the honourable colleague.

خورشید صاحب بول رہے ہیں۔ میں ممبران سے تعاون چاہوں گا کہ ہاؤس کا decorum برقرار رہے

اور جو بھی ہمارے ساتھی تقریر کر رہے ہیں انہیں please attention دی جائے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کو conclude کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کا کردار مسلمانوں کے لیے مایوس کن اور تشویشناک رہا ہے، ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں، اس کو condemn کرتے ہیں۔ ہمیں اوباما صاحب سے اچھی توقعات تھیں اور ہیں لیکن اس نازک تین ہفتے میں انہوں نے جو خاموشی برتی، اس سے ہمیں مایوسی ہوئی ہے۔ یہ بات on record آنی چاہیے اور ہم یہ توقع رکھتے ہیں وہ بش اور Zionist lobby کے تحت کام کرنے والی امریکی قیادت کے رویہ سے ہٹ کر ایک راستہ اختیار کریں گے اور میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے جس وکٹ پر انتخاب جیتا ہے اگر اس کا راستہ اختیار کیا تو عالم اسلام ان سے تعاون کرے گا اور انہوں نے تبدیلی کے نام پر اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہی کچھ کیا جو کہ ان کے پیشوا کرتے رہے ہیں تو عالم اسلام اور دنیا کی نفرت اور بیزاری نہ صرف اسی طرح رہے گی بلکہ آگے بڑھے گی اور دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا، امن کا راستہ صرف یہی ہے کہ حق و انصاف کو قائم کیا جائے، مظلوم کی مدد کی جائے، ظالم کو روکا جائے، فلسطین پر اسرائیلی قبضہ کو ختم کیا جائے اور اسی طرح کشمیر پر بھارت کا تسلط ختم کیا جائے اور عوام کو ان کا حق دیا جائے۔ یہی وہ راستہ ہے کہ جس سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : اسحاق ڈار صاحب۔ ذرا مختصر رکھیں تاکہ ہم باقی چیزیں بھی کر سکیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ جیسے ہاؤس کمیٹی میں طے ہوا تھا اور جو میرے ساتھی جناب مشاہد حسین اور پروفیسر خورشید صاحب نے باتیں کی ہیں میں اسے repeat نہیں کروں گا، دو چار منٹ میں briefly endorse کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ Bush administration کی جو flawed policies تھیں اور خصوصاً Islamic world کے حوالے سے baised policies تھیں، انہوں نے جاتے جاتے بھی انہوں نے آخری وار کیا اور آخری جو چند ہفتے تھے اس کو انہوں نے ایک opportunity کے طور پر استعمال کیا، اسرائیل نے غزہ میں aggression کی اور وہاں پر جو مسلمانوں کا جانی اور مالی

نقصان ہوا وہ billions of dollar میں ہے اور ہزاروں لوگ شہید ہوئے اور تقریباً ساڑھے پانچ ہزار زخمی ہیں۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ جہاں امریکہ war on terror کے حوالے سے بات کرتا ہے تو جب تک اس کے root cause ختم نہیں کیے جائیں گے تو یہ معاملات بڑھیں گے۔ کشمیر اور فلسطین کے freedom fighters کو terrorist کہا جاتا ہے' وہ fundamental right of freedom کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں' کشمیریوں کو ساٹھ سال سے زیادہ ہو چکے ہیں اور فلسطین اس وقت سے جب سے ان کا وطن چھینا گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دو core issues ہیں ان کو حل کیے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اور جو بارک اوباما صاحب نے کہا کہ it is a high time "we will base our relationship with the Muslim world on the basis of the mutual respect." I think this is the time کہ ان دو مسائل کو کہ جو اسلامک امہ کو درپیش ہیں اور پاکستان ہمیشہ ایسے معاملات میں lead کرتا رہا ہے' یہ OIC and Arab League کو activate کرے' particularly OIC کو ' یہ ان دو issues کو proactive طور پر نئی administration کے ساتھ امریکہ میں ان کے ساتھ بات چیت کرے اور یہ ایک possibility ہے کیونکہ آپ نے دیکھا کہ UK کے Foreign Minister ڈیوڈ ملی بینڈ نے جہاں Indian stand کو publicly disagree کیا کہ پاکستان کی state یا state institution اس ممبئی terrorism میں involve نہیں ہیں' وہاں ڈیوڈ ملی بینڈ نے بڑی جرأت کے ساتھ یہ کہا کہ کشمیر کے solution کے بغیر اس region میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ انہی اصولوں کے basis پر فلسطین کے مسئلے کے بغیر middle east میں امن قائم نہیں ہو سکتا' یہ terrorist and extremist activities جاری رہیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ دو غیر مسلم ممالک نے فوری طور پر اپنی diplomatic ties کو اسرائیل کے ساتھ in protest what they have done against Palestinians on humanitarian grounds اور دوسرے مسلم ممالک ختم کر دیا' پاکستان کے پاس تو diplomatic ties نہیں ہیں' انہوں نے یہ جرأت مندانہ قدم نہیں اٹھایا اور جب سب کچھ ہو گیا' نقصان ہو گیا' after the new change in US administration withdrawal ہو گئی gave them new plan, اس کے بعد کچھ ممالک نے تقریباً ایک ارب

ڈالر امداد کا اعلان کیا ہے' ظاہر ہے کہ ہزاروں شہداء اور ہزاروں زخمیوں کی تو compensation نہیں ہو سکتی' وہاں جو اتنی زیادہ property and infrastructure تباہ ہو گیا ہے virtually it is totally a finished sort of place اور اس میں میری یہ گزارش ہو گی through the courtesy of the Leader of the House, if possible, ہمیں پتا چلا ہے کہ پاکستانی doctors کی ایک ٹیم Monday کو جا رہی ہے اور وہ via Egypt جا رہے ہیں کیونکہ اس وقت وہاں ہزاروں لوگ زخمی ہیں' ان کو medical treatment and surgery کی ضرورت ہے' وہ وہاں voluntarily جا رہے ہیں۔ ان کا وہاں 5,6 مہینے کی activities کا plan ہے اور اگر Leader of the House through Foreing Office, Egypt میں اپنی Embassy کو کم از کم یہ کہیں کہ ان کو facilitate کریں۔ ان کے اپنے سارے arrangements ہیں اور وہ حکومت سے پیسے بھی نہیں مانگ رہے وہ donation اکٹھی کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہماری 9th Resolution ہے جو کہ consensus resolution ہے' تمام جماعتوں کی متفقہ resolution ہے اس میں حکومت پاکستان کو request کی گئی ہے کہ جو Humanitarian کام ہے یا میڈیکل جیسی چیزیں ہیں ان کو جلدی سے جلدی کریں۔ میں یہ بھی آپ کی اور ان کی وساطت سے request کروں گا کہ اگر یہ instructions دلائیں پاکستانی سفارتخانہ جو کہ قاہرہ میں ہے کہ یہ جو میڈیکل ڈاکٹرز اور رضاکار کام کرنے کے لیے جا رہے ہیں ان کو facilitate کرے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔ اس کو آپ دیکھ لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: I assure the honourable Member that I will take it up with the Foreign Office and we will ensure that they have been facilitated.

جناب چیئرمین: جی عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔ مختصر رکھیں تاکہ باقی ساتھیوں کو بھی موقع مل سکے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! اسی مسئلے پر میں مختصر رکھوں

گا۔جناب چیئرمین! بنیادی طور پر غزہ کا مسئلہ ، فلسطین کا مسئلہ ، ان پر تشدد ، ان کی مٹی پر قبضہ کیا ہے۔یہ ایک بنیادی ،بین الاقوامی اور انسانی مسئلہ ہے۔ اس پر ہم نے آج جو قرارداد پیش کی ہے اس کے تمام contents سے میں متفق ہوں۔ یہ جو کچھ جارحیت انہوں نے کی ہے اس کو ہم condemn کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں International Community ،پاکستان اور OIC کے ذمہ داریوں کی حمایت کرتا ہوں کہ ان کو ہم نے ایک request کی ہے یا ان سے مطالبہ کیا ہے کہ اپنا صحیح role paly کریں۔اسی طرح یہ تمام مسائل ہیں لیکن جناب والا! اس میں میں ایک بات بتاؤں گا کہ اس وقت ایک اور غزہ ہے۔ اس وقت ہمارے اپنے ملک کا سوات غزہ بن گیا ہے۔ ہمارے لوگ اس میں ملوث ہیں ، ہمارے لوگوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی اداروں کو جلایا جا رہا ہے۔ ہر قسم کا جبر جو انسانیت نے condemn کیا ہے وہ یہاں ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں اس کی تائید کرتے ہوئے ایوان سے درخواست کروں گا ویسے بھی بزنس کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہم سوات پر یا اس میں جو کچھ ناروا ہو رہا ہے انسانی حقوق کے خلاف fundamental rights کے خلاف اور تمام civilization کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ہم ابھی زیر بحث لائیں گے لیکن اس میں میں ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس مسئلے کو آپ مہربانی کرکے حل کریں۔خدا کے فضل سے مجھے تو یاد ہے میں سیاسی کارکن رہا ہوں۔ پہلے دن سے ہم نے فلسطین کی حمایت کی ہے۔ آج بھی فلسطین کی State کے لیے ہمارا مطالبہ ہے اور اس میں ہم ہمیشہ ہی حمایت کرتے ہیں لیکن ہمارے لوگوں اور پارلیمنٹ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ سوات کو غزہ بننے سے روکا جائے۔ سوات کے لوگوں کا دفاع کیا جائے اور اپنی تمام اخلاقی ، سیاسی ، حکومتی اختیارات استعمال کرکے سوات اور حتیٰ کہ یہی عمل ہمارے پختونخواہ صوبے میں جو کچھ ہو رہا ہے اور باجوڑ سے لے کر ساؤتھ وزیرستان تک یہ عمل ہو رہا ہے ان سب کو ہمیں condemn کرکے اور اپنے ملک کو اس بلا سے نجات دلانی چاہیے۔ جناب والا! میں امید کرتا ہوں کہ اس item کے بعد پہلا item سوات کا ہوگا اور سوات پر بحث ہو گی۔بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مولانا عبدالغفور حیدری۔حیدری صاحب غزہ پر بولنا چاہ رہے

ہیں اس کے بعد میں آپ کی طرف آ رہا ہوں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ جناب چیئرمین! اسرائیل جس کو پوری دنیا جانتی ہے کہ یہ امریکہ کا ایک------ وہ لفظ تو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ امریکہ کا کیا ہے بہرحال وہ اس کا بغل بچہ کہہ لیں جو مناسب لفظ ہوگا یا اس کا پروردہ کہہ لیں۔ جہاں اسرائیل آباد ہے دنیا جانتی ہے کہ وہ زمین فلسطینیوں کی ہے۔ جبراً فلسطینیوں کو بیدخل کیا گیا۔ ایک چھوٹی سی پٹی پر ایک چھوٹے سے علاقے پر فلسطینی بے چارے رہائش پذیر ہیں۔ کافی عرصہ سے مسلسل اپنے وطن کی آزادی اور خودمختاری کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں مگر ہم نے دیکھا ہے کہ جب بھی اسرائیل چاہتا ہے ان پر چڑھ دوڑتا ہے اور قتل عام کرتا ہے اور پوری دنیا خاموش تماشائی بنی دیکھتی رہتی ہے اور حالیہ جو اسرائیلی جارحیت ہوئی ہے یہ سابقہ کارروائیوں سے زیادہ ظالمانہ اور جارحانہ ہیں۔ اس میں بلاتمیز انہوں نے بچے، بوڑھے، جوان سب کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ کسی کو معاف نہیں کیا ہے۔ سکولوں پر بمباری کی، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں پر بمباری کی۔ پوری دنیا اور خاص طور پر مسلم ممالک کے سربراہان مجرمانہ غفلت کے مرتکب اور تماشا بنے دیکھ رہے تھے۔ OIC سے مسلمانوں کی توقعات جو وابستہ ہوتی ہیں ایسے حالات میں، عرب لیگ لیکن انہوں نے بھی اس حوالے سے اپنا کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ اقوام متحدہ جو بظاہر اقوام متحدہ ہے لیکن اقوام متحدہ نے بھی اس حوالے سے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ اس لیے کہ امریکہ کا دباؤ تھا۔ اقوام متحدہ اگر کچھ کرنا بھی چاہتی تھی تو امریکہ اس کو ویٹو کرتا تھا اور آخر میں جا کر اقوام متحدہ نے اگر قرارداد پاس بھی کی تو اس پر عمل درآمد ہوتے ہوتے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ معصوم فلسطینی اسرائیل کی جارحیت کا نشانہ بن چکے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ ہم قرارداد مذمت منظور کریں گے یہ پاکستانی قوم کے جذبات کا مظہر ہوگی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اس قرارداد سے بھی آگے بڑھ کر کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ فلسطین کے مظلوم اور نہتے لوگوں کو اسرائیل کی جارحیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کرسکیں۔ بہرحال میں اسرائیل کی اس جارحیت کو condemn کرتا ہوں اور اسرائیل کی پشت پر جو امریکہ ہے، امریکہ کی اس سوچ کو condemn کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ جو بہت سارے پاکستانی بھی اوباما سے توقعات

رکھے بیٹھے ہیں۔ اللہ کرے کہ اوباما ان کی توقعات پر پورا اترے مگر میں سمجھتا ہوں کہ صدارت اور شخصیات کی تبدیلی سے امریکہ کی جو پالیسیاں ہیں وہ تبدیل نہیں ہوتیں جو ان کے مذموم مقاصد ہیں جو مسلم کش پالیسیاں ہیں وہ جاری و ساری رہتی ہیں۔ اب بھی سننے کو یہ آ رہا ہے کہ تیس ہزار مزید فوج وہ افغانستان میں لا کر مسلط کریں گے۔ بہرکیف میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو بھی ہمیں بہرحال مدنظر رکھنا چاہیے اور اوباما سے اتنی توقعات ہمیں وابسطہ نہیں کرنی چاہیں بلکہ بعض لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اوباما نے ہلاکو خان بن کر دنیا کو دکھانا ہے اور کیوں کہ امریکہ کا ہر صدر اپنے آپ کے لیے کوئی تاریخ بنانا چاہتا ہے جس طرح بش نے پوری دنیا میں انسانوں کا قتل عام کیا اور جاتے جاتے جو کچھ وہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں وہ بھی دنیا کو پتا ہے۔ تو اس عزم کے ساتھ وہ جو تبدیلی کی بات کرتا ہے کہ اس عزم کے ساتھ دنیا کے لیے وہ تباہی کا باعث نہ بنے لیکن بہرحال چوں کہ وہ نئے نئے آئے ہیں مجھ سمیت سب کی توقعات اچھی ہوسکتی ہیں۔ بہرحال دیکھتے ہیں آگے وہ کیا کرتے ہیں۔ بہرحال اس House سے جو قرارداد آ رہی ہے اس میں یقیناً قوم کی ترجمانی بھی ہے لیکن مسلم دنیا کو صرف قراردادوں تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اس میں آگے بڑھ کر role ادا کرنا چاہیے تاکہ فلسطین کے مسلمان محفوظ رہ سکیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: مجھے ہاؤس سے رہنمائی اور تعاون چاہیے۔ یہ agree ہوا تھا کہ Ghaza Resolution پر جو پارلیمانی لیڈران ہیں وہ بول لیں گے پھر تاکہ سوات پر بھی discussion کر سکیں اور اس پر بھی بحث کر سکیں۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔ آج جمعہ بھی ہے اور اگر زیادہ لوگ بولنا چاہتے ہیں تو پھر آپ فیصلہ کرلیں کہ کیسے چاہتے ہیں؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: لوگ چاہتے ہیں representing ANP اور پھر اس کے بعد Resolution کو-----

جناب چیئرمین: سمیع الحق صاحب بھی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: سمیع الحق صاحب سے کروالیں۔

جناب چیئرمین: اور مشہدی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ان سے کروا لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے تینوں سے کروا لیں۔ I mean اسی پر۔ پھر آپ دوسرا حصہ اسی میں cover کر لیجیے گا۔ جی بھنڈر صاحب۔ اسی پر بھنڈر صاحب وہ پارلیمانی لیڈر پر آپ کے سامنے agree ہوا تھا۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ تو سب کے سامنے agree ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: اور اب آپ بلور صاحب کو سنیں۔ اس کے بعد میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ یہ پہلے نام آئے ہوئے تھے۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much Mr Chairman.

بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ جو غزہ میں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت بڑا ظلم ہوا ہے اور جیسے قرارداد رضا ربانی صاحب نے پیش کی میں اس سے پورا متفق ہوں اور ہم نے یہ قرارداد پیش کی ہے اور کرنی چاہیے تھی اور اس کو immediately کرنا چاہیے تھی اور ایسی ہی قرارداد National Assembly سے بھی پاس ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اس قرارداد کے ہرلفظ پر متفق ہوں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے جناب! اس ملک کی اور خاص طور پر پاکستانیوں کی اور ہمارے جو لوگ writers ہیں ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ ایک ہی چیز پر اڑے ہوئے ہیں Organization of Islamic Conference (OIC) کسی نے ادھر ٹی وی پر کہا ہے جناب! OIC انگریزی کا ایک لفظ ہے۔ یہ OIC وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ یہ ایسے ایک بہانہ ہے۔ نام ہے OIC ہے۔ it is a fact یہ OIC یہی انگریزی کا وہ لفظ ہے۔

OIC نے کیا کیا ہے؟ غزہ میں جو قیامت مچی ہے اس نے کیا کیا ہے؟ سات مسلم ممالک نے کیا کیا ہے۔ میں Jordon گیا جناب! میں Jordon میں پریس کانفرس کر رہا تھا تو Jordon کے ایک صحافی نے مجھ سے پوچھا کہ جناب! سننے میں یہ آیا ہے کہ' ان دنوں نواز شریف صاحب کی حکومت تھی ہمارا ان سے الحاق تھا' وہ کہتے ہیں کہ سننے میں آیا ہے کہ آپ اسرائیل کو accept کر رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں ایک counter question کرتا ہوں

Are you jordian. کہا کہ جی فرمائیں۔ میں نے کہا کہ before giving you the answer, اس نے کہا Have you accepted Israel. کہتا ہے yes. میں نے کہا yes.

Where have we accepted Israel? Why you are punishing me not to accept the Israel Although I am not accepting it. Our women are not accepting it.

جناب! آج جتنے عرب ممالک ہیں بغیر سعودی عربیہ کے، سب نے اسرائیل کو accept کیا ہوا ہے۔ اور ہم پر پابندی ہے کہ اسرائیل کو مت accept کرو۔ OIC, OIC کو لے کر روتے ہیں۔ OIC ہے کیا۔ مطلب میرا ہے کہ انہوں نے کیا کیا ہے؟ غزہ میں جو قیامت مچی ہوئی ہے۔ انہوں نے کیا کیا ہے؟ مجھے یہ بتائیں۔ یہ سات عرب ممالک ہیں انہوں نے کیا کیا ہے۔ جناب! آپ اپنے غزہ کو دیکھیں۔ آپ اپنے ملک میں غزہ کو دیکھیں۔ آپ کے ملک میں غزہ بھرا ہوا ہے۔ دو ڈھائی ہزار سکولوں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ دو ڈھائی ہزار سکولوں کو بنانے میں کتنا ٹائم لگے گا؟ بچیوں کی تعلیم پر پابندی لگ چکی ہے۔ جناب! خدا کے لئے آپ غزہ کو ضرور روئیں لیکن OIC کو بولیں کہ OIC کرے جو اس کی مرضی ہے۔ ہمیں تو اپنے ملک کا غزہ دیکھنے چاہیے کہ ہمارے ملک میں جو غزہ بنا ہوا ہے۔ اس کا کیا انجام ہو گا۔ یہ میں آپ کو بتا دوں، پنجاب کے دوستوں کو بھی میں بتا دوں، سب بھائیوں کو میں بتا دوں کہ اگر آپ لوگوں نے ہمارا ساتھ نہ دیا تو یہ بات پختونخواہ تک رکنے والی نہیں ہے۔ یہ لاہور میں، اسلام آباد میں اور پنجاب کا ملتان side کا علاقہ ہے یہ وہاں سے بھی بہت زیادہ آئے گی۔ خدارا! اس کو seriously سوچیں۔ یہ ایک بہت important مسئلہ ہے۔ فلسطینی بھائیوں کے متعلق ہماری ہمدردیاں ہے۔ ہم جب students تھے تب بھی ہم نے فلسطینیوں کی favour میں جلوس نکالے لیکن اپنے غزہ کو بھی سوچیں، ہمارے غزہ کا کیا بنے گا۔

ہمارے غزہ کے لئے بھی آپ نے مہربانی کر کے، میں رضا ربانی صاحب سے request کروں گا کہ Monday کو اس کے اوپر بھی قرارداد لائی جائے کہ ہمارا جو غزہ ہے پاکستان کا غزہ ہے اس کے اوپر بھی کوئی عمل کرنا چاہیے۔ اس کے اوپر seriously سوچنا چاہیے۔ جناب! ہمارے لوگ مر رہے ہیں۔ تباہی ہو رہی ہے۔ الٹا لٹکا رہے ہیں۔ گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ اب تو

آج میں نے ایک نئی چیز پڑھی ہے ابھی اخبار میں کہ جی جو داڑھی منڈوائے گا پتا نہیں اس کو یہ سزا ہو گی اور وہ سزا ہو گی۔ اب آخر اس کا مقصد کیا ہے۔میں داڑھی کیوں رکھوں۔

جناب چیئرمین: تقریر مختصر رکھیں اور بھی ساتھی ہیں۔ وقت تھوڑا ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! داڑھی ایک سنت ہے۔ اور الحمد للہ میں مسلمان ہوں اللہ کے کرم سے۔ میں اللہ کے فضل سے حاجی بھی ہو۔ میں نمازیں بھی پڑھتا ہوں۔ سب کو پتا ہے لیکن میرے اوپر زبردستی اسلام کیوں نافذ کیا جا رہا ہے؟ اسلام زبردستی نافذ نہیں ہوا تھا۔ جناب! میری اتنی request ہے کہ اپنے غزہ کے متعلق سوچیں۔ جو ہمارا اپنا غزہ ہے۔ ٹھیک ہے ہماری ہمدردیاں اسرائیل کے خلاف ہیں اور فلسطینیوں کے ساتھ ہیں لیکن اپنے ملک کے متعلق بھی سوچیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: طاہر حسین مشہدی: میں request کروں گا کہ ذرا مختصر رکھیں اور repeat نہ کریں تا کہ زیادہ سے زیادہ ساتھی ہمارے accommodate ہو سکیں۔

Senator Col. (Retd.) Sayed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I just take a few minutes. First of all on behalf of my party we fully support

جناب چیئرمین: پہلے آپ دینے آپ ہماری میٹنگ میں موجود نہیں تھے۔ جی۔ آپ بیس دفعہ کہہ دیں لیکن جو میٹنگ میں موجود تھے ان کو تو میں ترجیح دوں گا۔ آپ میٹنگ میں آیا کریں۔ میں نے جن کو ترجیح دی وہ اس میٹنگ میں موجود تھے۔ جن کو commit کیا ہوا ہے۔ ان کو مجھے فارغ کر لینے دیں پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ وہ بھی پارلیمانی لیڈر ہیں۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd). Sayed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you sir. We Motahidda Qaumi Movement fully support the Resolution that has been by consensus read out by the Leader of the House. I just like to add that its all encompassing, the wording has been

very clearly written in that Resolution and if the United Nations, if the Foreign Embassies and if the OIC itself and the Arab States manage to read it and accept it they will clearly understand the sentiments of the people of Pakistan and how we feel about it and we fully support that.

I would like to mention the regretable behaviour of the OIC as to let down the Muslims expectations. OIC's behaviour was strange as well as the real word is cowardly. They have showed no action or no unity and they took no action whatsoever to protect the poor Palestinians in their hour of need. Also the double standards of the West were closely manifested. They have always been manifested especially of the USA in opposing the Resolutions of the crises and restraining the Israelis and the uselessness of the United Nations Organization in protecting the rights of the Muslims is clearly evident and lastly sir, the protest coming out of the Muslims world left a lot to be desired.

The greatest protests come from the Christian world and the Western world with the protest marches in favour of the Palestinians were of a 100,000 people or more at each of the big capitals of these Western countries including the USA but no where in Muslim world including Pakistan could be find more than 2000 or 3000 people in support of the Palestinians in distress. This was shameful. Our hearts bleed for the people of Palestine. We hope that justice will be done to them. We hope that the world conscience will be awakened one day and that a state of Palestine will come into existence so that they live in honour and dignity for which they deserve. Thank you sir.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر رانجھا صاحب۔ سمیع الحق صاحب کو پہلے بولنے دیں پھر آپ بول لیں۔ جی مولانا سمیع الحق صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب، سمیع الحق صاحب کو ذرا پہلے بولنے دیں۔ جی مولانا سمیع الحق صاحب۔ اس کے بعد سوات کا issue ہے اور اس پر ہمارا agreement ہوا تھا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں نہایت ممنون ہوں کہ ہم بالکل آخری کنارے پر ہیں، آپ کی نظر کرم یہاں تک بھی پہنچ گئی۔

جناب چیئرمین: آپ بائیں طرف بیٹھے ہیں، دل بھی بائیں طرف ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: گزارش یہ ہے کہ اگر ہم پارلیمانی کمیٹی میں نہ پہنچ سکیں کیونکہ ہم دور دراز علاقوں سے آتے ہیں اور آپ ہمارے guardian ہیں تو ہمارا خیال رکھا کریں۔

جناب چیئرمین: کبھی تو آپ پہنچ جایا کریں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب! آپ کے دو تین منٹ لوں گا۔ سب سے پہلے تو میں قرار داد کی مکمل تائید اور اس کی تحسین کرتا ہوں اور جو بربریت غزہ میں ہوئی وہ تاریخ کا ایک شرمناک اور بدترین حصہ ہے اور اس سے پہلے بھی شتیلا میں اس سے زیادہ مظالم وہ کر چکے ہیں۔ ایک دوسرا معیار دوبارہ مغرب کا ہمارے متعلق سامنے آیا ہے۔ ممبئی میں جو حادثہ ہوا، ہم نے اس کی تحسین نہیں کی اور خدا کے علم میں ہے کہ وہ کون لوگ تھے یا وہ کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑنا چاہتے ہیں یا جو بھی صورتحال تھی لیکن راتوں رات تمام اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں؟ اور ایک طوفان مچا دیا لیکن 19، 20 دن تک غزہ میں قتل عام پر اقوام متحدہ بھی خاموش رہی اور امریکہ نے کہا یعنی بش نے کہ جو اسرائیل چاہے کرے وہ زمینی جنگ لڑے یا اوپر سے بم برسائے، وہاں معیار تو تھا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی کا شور جتنا بھی مچے، جب تک دہشت گردی کی وضاحت نہیں کریں گے کچھ نہیں ہو گا اور میں اوبامہ سے بھی اپیل کروں گا کہ سب سے پہلے آپ جو پالیسی بنائیں تو پہلے ایک خط واضح طور پر کھینچ دیں کہ جنگ آزادی کیا ہوتی ہے؟ اپنے حقوق کے لیے لڑنا کیا ہوتا ہے اور دہشت

گردی کیا ہوتی ہے؟ اس کی روشنی میں اگر وہ پالیسیاں بنائے گا اور عمل کرے گا تو امن ہو جائے گا۔ پرسوں بھی پارلیمنٹ کے کچھ لوگ بحث کر رہے تھے کہ یہ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے؟ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ غربت کی وجہ سے ہو رہی ہے؟ میں نے کہا کہ غربت کی وجہ سے نہیں ہو رہی ہے۔ جتنے سرکردہ لوگ آپ کے خیال میں دہشت گرد ہیں اور targetted ہیں، وہ چالیس ہیں اور وہ چالیس کے چالیس کروڑوں اور اربوں پتی ہیں۔ میں نے کہا کہ اسامہ بن لادن آپ کو خرید بھی سکتا ہے تو پھر یہاں غربت کیسے آ گئی۔ بنیادی سبب آپ کا دوہرا معیار ہے۔ آپ اپنے معیار پر نظر ثانی کریں، انصاف کریں، ورنہ یہ دہشت گردی سوات تک محدود نہیں رہے گی۔ ہم تو چیخ رہے تھے وزیرستان میں جو کچھ ہوا۔ ہم نے کہا کہ طالبانائیزیشن نہ کہو۔ خدا کے لیے دیکھیں کہ یہاں طالبان نام کی مخلوق نہیں ہے۔ ہم نے کسی جگہ اس کا نام بھی نہیں سنا تھا لیکن بش اور مشرف صاحب نے یہ لڑائی سوات تک پہنچا دی۔ اب اگر ہم پالیسی نہ بدلیں اور دوہرے معیار کو ختم نہ کریں تو میں یقین سے بلور صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ یہ جنگ پھر ملتان، لاہور، کراچی میں ہم سب کو لپیٹ میں لے لے گی۔ میں دو چار مہینے پہلے 90 پر بڑے جذبے کے ساتھ گیا، وہاں تمام ایم کیو ایم کے لیڈرز موجود تھے۔ میں نے ان سے کہا خدا کے لیے یہ لفظ طالبانائیزیشن نہ کہو، اگر آپ بار بار یہ کہو گے تو یہ پیدا ہو جائے گی۔ لوگ smuggling کرتے ہیں، ٹرک پکڑا جاتا ہے پھر smuggling پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ طالبان یہاں اسلحہ لا رہے تھے۔ سوات اور باجوڑ سے لوگ یہاں اپنے بھائی اور بیٹے کے ہاں پناہ لینے کے لیے پہنچتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ طالبان آ گئے ہیں۔ میں نے ان سب کو کہا کہ یہ جنگ اگر یہاں شروع ہو گئی تو خدا نہ کرے یہ کراچی کو ہڑپ کر جائے گی۔ اس سے شر پسند لوگ فائدہ اٹھا کر یہاں ڈیرے ڈال لیں گے۔ پھر کراچی کی ایک ایک گلی میں سوات کی صورتحال ہو گی۔ ہم اس کو نہیں سنبھال سکیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ساری صورتحال پر incamera قرار داد پر جلد توجہ کرنی چاہیے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اوباما سے یہ توقعات نہیں باندھنی چاہییں کہ وہ یہاں مثبت تبدیلیاں لائے گا۔ وہ تبدیلی کے نام پر آیا ہے لیکن وہ اس کے اپنے ملک کے لیے ہے۔ اس نے اپنی پہلی اور دوسری تقریر میں یہ واضح کہا کہ میں امریکہ کی حالت بدلوں گا۔ وہ پاکستان اور افغانستان کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں لائے

گا اور اس خوش فہمی میں نہ رہیں۔ اب جو تیس ہزار مزید فوج آ رہی ہے تو اس طرح تیس ہزار دہشت گرد اور پیدا ہوں گے ۔ اس طرح وہ تیس ہزار suicide bombers اور پیدا کرے گا۔ جب تک امریکہ کے لوگ پاکستان کی سرحدوں پر bombardments کرتے رہیں گے تو پھر گھر گھر خودکش حملہ آور پیدا ہوں گے۔ ہم بہت بڑی تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں اوباما سے ایک گزارش کرتا ہوں۔ کاش! ہماری آواز اس تک پہنچ جائے کہ وہ حسین نام استعمال کرنے پر بہت خوش ہے اور حلف میں بھی اس نے اپنے نام کے ساتھ حسین لگانے پر اقرار کیا تو ہم بڑے خوش ہو گئے کہ وہ حسین کا نام لیتا ہے لیکن حسین کے نام کے کچھ تقاضے بھی ہیں۔ اس سے پہلے بش تھا وہ بہت بڑا فرعون اعلیٰ بنا ہوا تھا اور یزید بنا ہوا تھا۔ اب اوبامہ کو حسین کے نام کی لاج رکھ کر یزیدیت سے بچنا چاہیے۔ وہ اس نام کی لاج رکھے گا تو انشاء اللہ امن آئے گا لیکن میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کرے گا۔ اس نام سے اس کے اندر ایک احساس رد عمل پیدا ہو گا کہ اس طرح امریکی مجھ پر شک کریں گے۔ اس احساس کے رد عمل میں وہ اور شدید تباہی مچائے گا۔ وہ یہ دکھائے گا کہ اس کے اندر مسلمان کا کوئی جرثومہ نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں دہشت گردی کا بنیادی سبب معلوم کرنا چاہیے اور دوہرے معیار کو ترک کرنا چاہیے۔ جب تک امریکہ، اسرائیل اور ہندوستان اس دوہرے معیار پر کاربند رہیں گے ہم ان مشکلات سے دوچار رہیں گے۔ فلسطین کے بارے میں کہتے ہیں کہ کیا جلدی ہے؟ ہمیں ان کو بتانا چاہیے کہ کشمیر کی جنگ کیوں دہشت گردی ہے؟ افغانستان کی جنگ کیوں دہشت گردی نہیں ہے۔ وہاں فلسطین میں ان کی فوج کے لوگ اسلحہ لے کر بیٹھے ہیں اور لوگوں پر بمباری کر رہے ہیں اسے کیوں دہشت گردی نہیں کہا جاتا؟ ان کلمات کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرار داد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ مسلمان اپنے منافقانہ کردار کو چھوڑ کر امریکہ کی کاسہ لیسی چھوڑ دیں اور حقیقی بنیادوں پر فلسطینی عوام کی حمایت کریں۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرزاق تھہیم صاحب۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم: جناب چیئرمین! اس پر بہت بات ہو چکی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ اسرائیل فلسطین پر حملہ کر رہا ہے۔ یہ برسوں سے ہو رہا ہے۔ اب بہت serious ہو گیا ہے لیکن برسوں سے اسرائیل سے کوئی نپٹ نہیں سکا۔ Big powers سنتی ہیں۔ یہ قرار داد ہماری متفقہ قرار داد ہے اور ہم اس کی support کرتے ہیں۔ میں ایک بات کہتا چلوں شاید میرے دوست ناراض بھی ہو جائیں کہ آپ American Embassy جائیں تو وہاں جانے کے لیے لوگوں کی line کھڑی ہوئی ہے اور جو بھی ہمارے بڑے بڑے لیڈرز ہیں ان کے بچے امریکہ میں پڑھ رہے ہیں۔ ان کے بچے امریکہ کے بغیر پاکستان میں نہیں پڑھتے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ کیوں امریکہ جاتے ہیں؟ وہ کیوں line میں کھڑے ہوتے ہیں۔ میرا لیڈر پیر صاحب پگاڑا کبھی ملک سے باہر نہیں گیا۔ وہ کبھی بھی کسی ملک میں نہیں گیا کہ وہ باہر جا کر بچوں کو پڑھائے یا خود جائے۔ کم از کم اس رجحان کو روکا جائے۔ یہاں سے بھی میں quote کر سکتا ہوں کہ کتنے لوگوں کے بچے وہاں جاتے ہیں۔ امریکہ کیوں جاتے ہو؟ امریکہ جانے کا کیا فائدہ ہے؟ جب آپ اپنے اتنے جذبات دکھاتے ہیں تو خود کو تو روکیں۔ ایسا نہیں ہو رہا۔ ہم صرف یہاں باتیں کر رہے ہیں۔ ہم physical action نہیں دکھا رہے ہیں۔ سب سے پہلے ہم خود کو روکیں۔ ہم سب اس کو condemn کر رہے ہیں اور اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ ہیں اور ایسے واقعات ہمارے ساتھ بھی ہو رہے ہیں جیسے کشمیر ہے اور افغانستان کے سارے repercussions یہاں ہیں، ہمارے ساتھ بھی کوئی ہمدردی کرے۔ ہم تو اس معاملے میں ساتھ ہیں۔ پہلے بھی ہم نے مسلم ممالک کہہ کر اپنا نقصان کیا ہوا ہے۔ پہلے یہ بھی تھا کچھ ہمارے مسلم countries انڈیا کے ساتھ تھے۔ بہرحال یہ باتیں اور ہیں مگر اس واقعے پر ہم سب متفق ہیں اور سب مسلم بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ ہم اس resolution کی support کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی انیسہ زیب صاحبہ۔

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اپنی اور اپنی پارٹی پاکستان پیپلز پارٹی شیر پاؤ کی طرف سے جو آج مذمتی قرار متفقہ طور پر پاس ہو رہی ہے اس کی مکمل حمایت کروں گی۔ جناب چیئرمین! یہ افسوس کی بات ہے کہ اسلامی دنیا پر ایک آزمائش کا وقت ہے اور پوری دنیا پر خاص طور پر غزہ کے حوالے سے حالیہ اسرائیل کی جو انتہائی دہشت گردی ہے اس میں اسلامی دنیا بے بسی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ افسوس اس بات پر ہے کہ بے شک ہم امریکہ پر یہ تمام ذمہ داری ڈال سکتے ہیں لیکن حقیقت اس سے زیادہ ہے۔ I think it is a high time کہ ہم اپنے آپ کو assess کریں اور جتنے بھی Islamic World کے ممالک ہیں، چاہے OIC کے حوالے سے یا عرب لیگ کے حوالے سے، ہم نے دیکھنا ہے کہ اس میں lip service زیادہ ہے۔ ہم بھی مذمت کر کے شاید سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا حق ادا کر رہے ہیں یا چند doctors کی team جو کہ بہت ضروری ہے، اس سے زیادہ بڑھ کے شاید ہمارے لیے بھی یہ ممکن نہیں ہے۔ پاکستان کی situation اس وقت ایسی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ہمارے سر پر ہے اور ملک کی دیگر صورت حال خاص طور پر سوات اور قبائلی علاقوں میں، وہ بھی ایک انتہائی خطرے کی علامت ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ اسرائیل کی یہ جو طاقت ہے کہ وہ جس سے پوری دنیا میں ایک دہشت گردی کا سماں پیش کر رہا ہے اور Security Council کے تمام members اس پر کوئی action نہیں لیتے۔ یہی خدانخواستہ اگر پاکستان کی صورت حال ہوتی تو آپ دیکھتے کہ پوری دنیا اور بشمول اسلامی دنیا بھی کھڑے ہو جاتے۔

ہمیں ان تمام چیزوں کو دیکھنا ہوگا، condemnation بہت ضروری تھی اور عوامی جذبات اور احساسات کی ترجمانی تو ہو رہی ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں اس سے بڑھ کر اپنے آپ کو assess کرنا ہوگا۔ میں اس بات کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں کہ پاکستان کی ذمہ داری اپنے ملک کے حوالے سے ہے جو ہمیں نبھانی ہوگی لیکن فلسطین کا مسئلہ ایسا ہے، ہمارے کئی اراکین نے یہ بات کہی، کہ جب تک فلسطین، کشمیر اور عراق جیسے مسائل حل طلب رہیں گے، اس وقت تک دنیا کے امن کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اس لحاظ سے ہمیں یہ سوچنا ہے کہ امریکہ میں ابھی جو نئی حکومت آئی ہے، اس سے ایک امید تو پیدا ہوئی ہے لیکن میں اپنے معزز

رکن کے ساتھ اتفاق کروں گی کہ امریکہ کے political اور economic dynamics ایسے ہیں کہ وہ اگر اپنے ملک کے اندر کچھ بنیادی تبدیلیاں کرلیں تو یہ بھی ان کے لیے ایک بڑے اطمینان کا باعث ہوگی۔ دنیا کے حوالے سے بے شک امریکہ ایک اہم ملک ہے' اس کا role بہت اہم ہے لیکن ہمیں یہ convince کرنا ہوگا' اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اسلامی دنیا میں آپس میں ایک unit ہو۔

گذشتہ دور میں OIC کو reconstitute کرنے کے لیے چند personalities of eminence مقرر ہوئی تھیں' جس میں مشاہد حسین صاحب بھی شامل تھے لیکن اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ ہمیں چاہیے کہ OIC سے بڑھ کر اسلامی دنیا کے common مسائل کے حل کے لیے ایک فورم' شاید اقوام متحدہ سے over and above اسلامی دنیا میں چاہیے جو صحیح دل اور خلوص سے صرف ایک diplomatic responsibility کے طور پر نہیں' صرف media کو tackle کرنے کے لیے نہیں اور صرف عوامی جذبات کو سہارا دینے کے لیے نہیں بلکہ حقیقتاً اسلامی دنیا کے سامنے درپیش مسائل کے حل کے لیے اکٹھے ہوں۔

تمام واقعات کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے مجھے امید ہے کہ موجودہ حکومت اس سلسلے میں خاطر خواہ اقدام اٹھائے گی۔ امریکی صدر کا فلسطینی صدر محمود عباس کو فون کرنا' کل ان کی وزیر خارجہ کا صدر پاکستان کو فون کرنا' یہ اچھی علامات ہیں اور اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ اس چیز کے معاملے میں concerned ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان تمام مسائل کے لیے بھرپور طریقے سے parliamentary support حکومت کو ملنی چاہیے اور وہ ہم دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کی اس قرارداد مذمت کو متفقہ طور پر pass کرتے ہوئے' اس امید کا بھی اظہار کیا جارہا ہے کہ اس سے زیادہ بھرپور اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! شکریہ۔ یہ قرارداد جو اس ایوان میں پیش کی گئی ہے' یہ ایک متفقہ قرارداد ہے۔ اس میں پوری پاکستانی قوم کی ترجمانی ہے۔ اس میں نہ صرف اس بات کا اظہار ہے کہ فلسطین کے لوگوں کو ان کا حق ملنا چاہیے' بلکہ جو بربریت

اور دہشت گردی اسرائیل نے مچا رکھی ہے' اس کی مذمت بھی ہے۔ ہم پورے زور کے ساتھ اس ایوان سے' اس کارروائی کی مذمت کرتے ہیں جس سے سینکڑوں بچے ہلاک ہوئے' عورتیں ذبح ہوئیں' مرد ذبح ہوئے اور دنیا بھر میں اس وقت سب سے بڑی دہشت گردی فلسطین میں ہو رہی ہے۔

ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن اس مذمت کے ساتھ ساتھ' اس resolution کے pass کرنے سے' ساری پاکستانی قوم اس resolution کے حق میں ہے' لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آج مسئلے کا حل کیا ہے۔ کیا ہماری قراردادوں سے کوئی فرق پڑے گا' ہم جانتے ہیں کہ ہماری قراردادوں سے تو مسئلہ حل نہیں ہوسکتا لیکن وہ ادارے اور وہ organizations جو اس position میں ہیں کہ وہ اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کریں' وہ کیا کر رہی ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ اتنی دیر سے معرض التوا میں پڑا ہے باوجود قراردادوں کے حل نہیں ہو رہا۔ جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے' Security Council کے resolutions بھی موجود ہیں' جنگ بندی کے لیے بھی انہوں نے کہا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب آخر کچھ نہ کچھ تو ہونا چاہیے کہ ان قراردادوں اور ان فیصلوں پر کچھ عمل درآمد کے متعلق بھی سوچنا چاہیے۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ قراردادیں صرف قراردادوں کی حد تک نہ رہ جائیں۔ ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب' Security Council یا United Nations کی جتنی بھی قراردادیں اس وقت آئی ہیں کشمیر کے مسئلے پر' ان پر ذرہ برابر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ فلسطین کے معاملے میں ذرا بھر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔ عالم اسلام میں' مسلمانوں پر جہاں بھی بربریت ہوتی ہے' اس کا کوئی حل خاطر خواہ طور پر نہیں نکلتا۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے' ہمارے لیے' ہماری قوم کے لیے' پاکستان کے لیے اور وہ organization جس کو OIC کہتے ہیں اور اس سے مسلمانوں کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں اور مجھے یقین ہے اور میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر OIC اپنا role ادا کرے اور اگر OIC organized ہو۔ اگر OIC منظم ہو' اگر OIC میں کوئی اختلافات نہ ہوں اور اگر OIC sincerely اور مخلصانہ کوشش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ فلسطین کا مسئلہ بھی حل ہوسکتا ہے' کشمیر کا مسئلہ بھی حل ہوسکتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے وہ effective ہوں' یک جہت ہوں' ایک ہو کر اپنے موقف کو آگے بڑھائیں اور اقوام عالم میں اپنے

موقف کو منوائیں اور ان سے اس کی implementation کروائیں۔ ضرورت اس بات کی ہے' عمل کی ضرورت ہے' متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج جتنے مسلم ممالک ہیں' اگر یہ دیانت داری کے ساتھ اور نیک نیتی کے ساتھ اور اپنی مخلصانہ کوششوں کے ساتھ' کوشش کریں تو دنیا اس کو درخور اعتنا نہ سمجھے گی یا دنیا اس سے متاثر نہ ہوگی یا ہمارا مقصد حل نہیں ہوگا۔ یقیناً ہمارا مقصد حل ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جتنی حکومتیں بھی آئی ہیں' خواہ وہ مسلم لیگ کی ہو یا پیپلز پارٹی کی ہو یا نواز لیگ کی ہو' وہ بے شک فلسطین کے معاملے میں ان کے ہمنوا رہے ہیں اور انہوں نے ان کی support کی ہے اور آج بھی حکومت اس حق میں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ effectively اس پر عمل درآمد کروانے کے لیے اپنا role ادا کریں۔

جہاں تک تعلق ہے' میرے فاضل دوست بلور صاحب نے کہا تھا کہ میں پنجاب والوں کو کہتا ہوں کہ ذرا سوچیں۔ جناب والا! ہم نے سوچا ہے' ہم سوات کے متعلق' ہم Frontier کے متعلق' ہم بلوچستان کے متعلق' ہم پنجاب کے لوگ پاکستان کی یک جہتی چاہتے ہیں۔ ہم امن چاہتے ہیں' ہم ترقی چاہتے ہیں۔ ہم خوش حالی چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سوات میں امن و امان قائم ہو۔ آج وہاں پر اے این پی کی حکومت ہے' جو پنجاب سے چاہتی ہے' ہم پورا تعاون دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ سوات میں دہشت گردی ہو' ہم نہیں چاہتے کہ سوات میں جو امن کا گہوارہ تھا' وہ اب جنگ میں تبدیل ہو جائے اور وہاں لوگوں کو ذبح کیا جائے' وہاں سکولوں کو erase کیا جائے۔ ہم امن چاہتے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے' یہ ملک پھلے پھولے اور ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہاں ایک اور غزہ بنے۔ غزہ کے لوگوں کے ساتھ بھی ہماری ہمدردی ہے اور سوات کے لوگوں کے ساتھ بھی ہمدردی ہے۔ عالم اسلام میں جہاں پر بھی ظلم ہوگا' میری پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ اور ہم پاکستانی اس کی مذمت بھی کریں گے اور ان کا ساتھ بھی دیں گے' انشاء اللہ۔

میں آخر میں حکومت سے یہ توقع کرتا ہوں اور حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ ذرا اپنا تھوڑا سا اور مؤثر کردار ادا کیجیے اور اقوام عالم میں جو بھی آپ کا مقام ہے اس کو زیادہ موثر طریقے سے استعمال کر کے آپ فلسطین اور کشمیر کے مسئلے کو بھی جس طرح سے ہو سکتا

سے جلد سے جلد حل کرائیے۔ Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Now, I put resolution to the House.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Chairman: The resolution is adopted unanimously.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, before you take the issue of Swat, I will just take two minutes through you, I would like to inform the House

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ بہت بار ہمارے سینیٹ میں زیر بحث اور زیر غور آیا اور سینیٹ میں اس پر بہت مثبت بحث بھی ہوئی، تجاویز بھی دیں اور سینیٹ نے کوشش کی کہ اس مسئلے کا حل نکلے۔ جیسے ہی موجودہ حکومت معرض وجود میں آئی اس نے بلوچستان کے مسئلے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں پر political initiative لیا، بلوچستان کے عوام سے معافی مانگی۔ بلوچستان کے اندر جتنے بھی stakeholders موجود تھے یا ہیں، جو پہاڑوں پر بھی تھے ان کے ساتھ political dialogue کا آغاز کیا ہے ۔ جو جھوٹے مقدمات بلوچستان لیڈرشپ پر بنے تھے ان کو ختم کیا اور اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے ان کو رہا کیا۔ یہاں پر میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ ایک طرف ہماری کوتاہی ضرور ہے جس کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا جلد از جلد ازالہ ہو، وہ ان نوجوانوں کا مسئلہ ہے جو آج تک missing ہیں اور ان کو ابھی تک ہم recover نہیں کرسکے وزارت داخلہ اس ضمن میں اقدامات اٹھا رہی ہے۔ یہ چند political initiatives تھے جو اس حکومت نے لیے لیکن ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کی اقتصادی صورت حال صحیح نہیں تھی اور حکومت نے اس سمت میں بھی اقدامات اٹھائے ۔ میں یہ بات آپ کے سامنے اس لیے بھی رکھنا چاہتا ہوں کہ کل صدر پاکستان کی ہدایت پر وزیر اعظم صاحب نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ جو 17.5 billion کا overdraft تھا بلوچستان حکومت کا سٹیٹ بینک آف پاکستان کے ساتھ، اس overdraft کو پہلے چھ مہینوں کے لیے ہماری حکومت نے soft loan میں convert کر دیا

تھا اور بلوچستان کی حکومت کو 250 million rupees ہر مہینے سٹیٹ بینک کو دینا پڑ رہے تھے۔ کل وزیر اعظم صاحب کی ہدایت پر ان کو freeze کر دیا گیا ہے اور freeze کرنے کے بعد چھ مہینے کے لیے یہ بات کہی گئی ہے کہ یہ bill of 17.5 billion بلوچستان کی حکومت ادا نہیں کرے گی بلکہ چھ مہینے کے بعد وفاقی حکومت اس bill کو ادا کرے گی۔ اس سے جناب والا! بلوچستان کی تاریخ کے اندر یہ پہلی مرتبہ ہوگا کہ بلوچستان کی حکومت سٹیٹ بینک آف پاکستان کی مقروض نہیں ہوگی۔ اس سے پہلے بھی آپ کو یاد ہوگا کہ وزیر اعظم نے جب بجٹ بن رہا تھا اس وقت بھی تین بلین روپے بلوچستان کی حکومت کو دیے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کی حکومت کا جو royalty کا مسئلہ چل رہا تھا اس ضمن میں بھی وفاقی حکومت نے تین بلین روپے release کیے تھے۔ آپ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ اس وقت ملک کے اندر ایک financial crunch موجود ہے اور حکومت اپنی belt tight کر رہی ہے لیکن وفاقی حکومت نے یہ assure کیا ہے کہ بلوچستان کے اندر جو development projects ہیں ان پر کسی قسم کا کوئی cap نہ لگے اور وزیر اعظم صاحب نے جو کل ہدایات دی ہیں ان میں انہوں نے ایک ہدایت یہ بھی دی ہے کہ بلوچستان کا اگلے سال کا جو PSDP ہوگا اس میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ میں یہ بات آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔

اس کے ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے اقدامات بلوچستان کے مسئلے کا حتمی حل نہیں ہیں۔ بلوچستان اور پاکستان کے وفاق کے مسئلے کا حتمی حل صوبائی خودمختاری میں ہے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ صوبائی خودمختاری کے اندر یہ ایک لازم جزو ہے کہ وفاق کی تمام اکائیاں اپنے resources کی خود مالک ہوں، وہ اس کا حل ہے لیکن یہ کچھ stop gap measures وفاقی حکومت نے بلوچستان کے لیے کیے ہیں۔ وہ آپ کے توسط سے میں نے اس ایوان کے سامنے رکھے ہیں۔ شکریہ۔

(Interruption)

Mr. Chairman: Bilour Sahib has raised issue of Swat and there is request of Point of order also-

آپ جو بھی فیصلہ کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی : جناب چیئرمین یہ بڑی خوش آئند بات ہے اور کم از کم ان اقدامات سے بلوچستان کی کچھ محرومیوں کا ازالہ ہوگا۔ میں قائد ایوان سے صوبہ سرحد کے نمائندے کی حیثیت سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ کاش ! hydel net profit کا فیصلہ بھی وہ اسی طرح خوش آئند طور پر اس ایوان میں لاتے تو کم از کم ہمارے محروم صوبے کی ترجمانی کرکے ہمارے دکھوں کا مداوا بھی کرتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : مندوخیل صاحب بات کرنا چاہتے تھے' اذان آنے والی ہے میرا خیال ہے چند منٹ ہیں points of order لے لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! گو کہ یہ فیصلہ ہوا تھا لیکن مندوخیل صاحب ----

---

(اس مرحلے پر ایوان میں نماز جمعۃ المبارک کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین : جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : میرا خیال ہے کہ points of order لے لیں۔ پیر کے دن legislative business کر کے پھر we will take up Swat اور انشاء اللہ we will bring a unanimous resolution on that also. سوات اور فاٹا دونوں پر۔ ابھی آپ points of order لے لیں۔

جناب چیئرمین : Points of order کے لئے میرے پاس جو نام ہیں میں صرف ان کو وقت دوں گا۔ آپ اپنا point of order مختصر رکھیں کیونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔ جی بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : جناب! میں بڑے افسوس سے یہ کہنا چاہتا ہوں قائد اعظم

محمد علی جناح صاحب بھی xxx ہوں گے کہ میں نے مسلم لیگ کیوں بنائی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی مسلم لیگ سے نظام اسلام پارٹی بنی، اسی سے Republican بنی، اسی سے کنونشن مسلم لیگ بنی اور یہ لوگ ملک کے بہتر مفاد کے لئے پارٹیاں بناتے رہتے ہیں اور پارٹیاں بدلتے رہتے ہیں۔ اسی سے جونیجو لیگ بنی اور پھر وہیں سے ن لیگ بنی پھر ق لیگ بنی اور پھر کہتے کیا ہیں؟ کہ ہم ملک کے بہتر اور وسیع تر مفاد کے لئے پارٹیاں بناتے ہیں۔ میں یہ request کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ملک کے وسیع تر مفاد کے لئے اپنی پارٹی کے ساتھ ڈٹے رہیں اور کھڑے رہیں، یہ ملک کا وسیع تر مفاد ہے۔ اگر کسی کو دکھ پہنچا ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: مسلم لیگ والوں کو برا بھلا کہنے والے خود اپنے آپ کو پہلے ٹھیک کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، میری بات سنیں۔ اگر قائد اعظم آج پاکستان نہیں بناتے تو آپ ادھر ہوتے۔ ہم آپ کی عزت کرتے ہیں مگر ہم مسلم لیگ کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر کلثوم پروین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: جی حذف کر دیتے ہیں۔ پری گل صاحبہ! expunge ہوگئے ہیں۔ جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Points of Order:

Issues Related to Textile Industry

Senator Saadia Abbasi: Thank you, Mr. Chairman, I would like to draw the attention of the Government to a very urgent and a very

+ *[(xxx) The words expunged by the order of the Chairman.]*

important issue which relates to the Textile industry. Mr. Chairman, the Textile industry has outstanding loans almost of Rs. 350 billion. Today the interest rates in this country are post to 18 to 20% and the Banks are not willing to extend any credit to the Textile industry because it is an ailing industry. Mr. Chairman, if the Textile industry collapses in this country, hundreds and thousands of people are going to loose their jobs, but we are also going to loose very valuable export on it. In this regard, I would like the Government of Pakistan to take full attention to the plight of the Textile industry, to the economic erises in this country. The Prime Minister is proceeding on a trip to Switzerland. I would request him to hold off all foreign visits because these visits are not going to yield any results and to pay attention to the economic erises in the country but most importantly to address this very vital issue of the Textile industry because everyday they are taking out advertisements and they are asking the Government to pay attention. So for there has been no response in this regard, I will request the Government and the Prime Minister to devote his full energy to the economic erises in the country. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: یہ بات ہوئی تھی کہ points of order جلدی جلدی لیں گے تاکہ تمام ممبران کو موقع ملے۔ بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں رضا ربانی کا مشکور ہوں کہ بلوچستان کی ایک اہم مشکل تھی اور overdraft پر بلوچستان چل رہا تھا۔ یہ نئی حکومت کا بڑا اچھا کارنامہ ہے۔ ہم پورے بلوچستان کی طرف سے اس حکومت کے انتہائی شکرگزار

ہیں خاص طور پر رضا ربانی صاحب' انہوں نے یہ overdraft کا جو ایک مشکل مسئلہ تھا اس کو حل کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مکران میں جو سیلاب زدگان ہیں ان کے بارے میں کئی دفعہ ہم نے رضا ربانی صاحب سے یہ request بھی کی تھی۔ پرسوں اور ترسوں وہاں تربت میں احتجاج تھا اور لوگ دھرنا دے رہے تھے۔ لوگ وہاں پر ابھی تک خیموں میں ہیں۔ ان کو مرکزی حکومت نے جو پیسے دینے تھے وہ ابھی تک بلوچستان کو issue نہیں ہوئے تو میں رضا ربانی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وزیر خزانہ سے پوچھ کر پیر یا منگل کے دن ہمیں بتا دیں اس لئے کہ وہ لوگ بڑے پریشان ہیں۔ بس میری یہی request ہے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: رضا محمد رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! وزیر اعظم صاحب نے بڑی خوش خبری سنائی تھی کہ تمام ممبران کے جو فنڈز پڑے ہوئے ہیں اور ان کو پچھلے دور میں نہیں دیے گئے تھے وہ ان کو release ہو جائیں گے۔ ہم تمام ممبران نے سکیم دے دیں اور عوام کو ہم نے خوش خبری سنائی کہ آپ کی یہ یہ سکیم ہم کر رہے ہیں۔ اب ہمیں یہ بتایا گیا کہ وہ پیسہ release نہیں ہو رہا ہے۔ اگر ہمارا یہ قصور ہے کہ ہم ریٹائرڈ ہوں گے اور ان کی یہ سوچ ہے تو بڑی زیادتی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ آمریت کے دور میں ہماری سکیمیں روکی گئی تھیں اور وزیر اعظم صاحب نے بڑی خوش خبری بنا کر ہمیں کہا۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایک کروڑ روپے ہیں اکثر ممبران کے' رضا صاحب سے میں request کرتا ہوں کہ kindly ایسے کام آپ نہ کریں کہ جس سے پارلیمان کا استحقاق مجروح ہو۔ آپ نے ہمیں یہ حق بھی دیا تھا کہ آپ سکیم دے دیں۔ اب ہمارے ایک ایک کروڑ روپے ہیں اور ان کو روک کر رکھا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ سکیمیں میرے پاس پڑی ہیں' اب ان کا میں کیا کروں گا؟ اسی طرح تمام ممبران نے جو سکیم دیے ہیں' اس کے لئے میں تمام ممبران سے بھی request کرتا ہوں کہ سب مل کر آواز اٹھائیں اور رضا صاحب کم از کم یہ سینیٹ کے چند ممبران ہیں ان کو پورا کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اکاؤنٹ میں کوئی مسئلہ تھا۔ یہ روکی ہوئی نہیں ہیں۔ میں صحیح صورتحال پیر کے دن بتاؤں گا۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک ٹی وی اور اخبار کی خبر کی طرف دلواؤں گی۔ پورٹ قاسم میں گریڈ ۱۹ کا ایک افسر ہے اور انہوں نے حال ہی میں میرے خیال میں charge لیا ہے۔ انہوں نے ۲۰ ارب روپے ایک ایسے بنک میں رکھا ہے جس کا interest ratio Zero ہے۔ جناب! میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گی کہ قوم اس وقت پیسے پیسے کی محتاج ہے۔

ہمارے لوگ زیارت میں ایک ٹینٹ کے لیے ترس رہے ہیں۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ آپ قوم کے بیس ارب روپے ایسے بینک میں رکھیں اپنے ذاتی مفادات کے لیے جہاں آپ کو zero per cent interest ملے۔ جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ یہ بڑا illegal کام ہے اور یہ بندہ جو پورٹ قاسم کا چیئرمین بنا ہے یہ just 18 or 19 grade کا افسر ہے، یہ جیو چینل کی خبر ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ آپ نہ صرف اس پر خاص توجہ دیں بلکہ میں آپ کے توسط یہ درخواست بھی کروں گی کہ آپ یہ معاملہ کمیٹی کو بھی دے دیں اور اس میں دو، تین لوگ باقاعدہ investigation کریں کہ یہ بیس ارب روپیہ جو قوم کا تھا، جو لوگوں کا تھا، پبلک کا تھا، ایک ایسے بینک کو کیوں دیا گیا جس میں آپ کو interest zero per cent ملا ہے۔ جناب والا! میں یہ ضرور چاہوں گی کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں یا آپ یہ معاملہ Finance Committee or Ports and Shipping کی کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ باقاعدہ تحقیق ہو کہ ایسے illegal کاموں کو روکا جا سکے۔ میری قوم کے بچے پڑھنے کے لیے ترس رہے ہیں، فیسوں کے لیے ترس رہے ہیں۔ Minus 8 degree میں زیارت میں بیٹھے ہوئے لوگ ایک tent کے لیے ترس رہے ہیں۔ جناب والا! یہ ٹی وی اور اخبار میں باقاعدہ آیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ یہ معاملہ رضا صاحب کو دیکھ لینے دیں کہ کیا معاملہ ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں یہ عرض کروں گا کہ کمیٹی کو دینے سے پہلے مجھے

سوموار تک کا وقت دیں۔ Let me check, I will get back to the House.

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ۔

Load shedding.

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ لاہور میں load shedding کی طرف دلانا چاہوں گی۔ وہاں پر میں رہ کر آئی ہوں۔ وہاں پر غیر اعلانیہ تین تین، چار چار گھنٹے کی load shedding ہے، گیس کی load shedding ہے۔ پورا شہر ایک عذاب میں مبتلا ہے۔ وہاں پر investigation کرنے سے پتہ چلا، PEPCO والوں نے کہا کہ وہاں دو بڑے Power Plants ہیں جو بند پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ان کے Bill نہیں دیے گئے۔ جناب والا! میں رضا ربانی صاحب سے بھی اور آپ سے بھی یہ درخواست کروں گی کہ وزیراعظم صاحب کے notice میں لائیں۔ لاہور کے ارد گرد ہزاروں فیکٹریاں، ہزاروں کارخانے بند پڑے ہیں اور گھریلو صارفین بھی اتنی شدید سردی میں پریشان ہیں۔ نہ گیس آتی ہے اور نہ بجلی آتی ہے۔ دونوں کی load shedding ہو رہی ہے اور یہ load sheddings سب سے زیادہ لاہور میں ہو رہی ہے۔ میں نے آج تک کبھی پنجاب کی بات نہیں کی مگر یہ ایک ایسا عذاب ہے جس سے ہماری جان نہیں چھوٹتی اور bill جناب والا! اسی طرح آ رہے ہیں۔ جناب والا! 24 گھنٹوں میں سے 19 گھنٹے load shedding کرنے کے بعد bill tripple آ رہے ہیں۔ میرے گھر کا 15000/- bill روپے آیا ہے جبکہ وہاں پر کوئی چیز نہیں جلتی۔ ہم generators سے بجلی پیدا کر کے کام چلا رہے ہیں اور وہ generator بھی پیٹرول یا ڈیزل سے چلتا ہے۔ تو پندرہ پندرہ ہزار روپے بل آ رہا ہے۔ یہ PEPCO کیا کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جی ہمیں بل دیں تاکہ ہمارے پاور پلانٹ چلیں پھر ہم آپ کو بجلی مہیا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ بہت زیادتی کی بات ہے جو لاہور کے ساتھ ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کو اس کا پورا notice لینا چاہیے۔ میں تو اپنے لوگوں سے، اپنے محلہ داروں سے اور ملنے والوں سے اتنی شرمندہ ہوں۔ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ جب اجلاس ہوگا تو جا کر بات کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا عذاب ہمارے لیے کیوں ہے خاص طور پر۔ ہم تو یہ سنا کرتے تھے کہ بلوچستان میں 18 گھنٹے کی

load shedding ہوتی ہے لیکن یہاں پر تو لاہور میں 19 گھنٹوں کی load shedding ہو رہی ہے اور اکٹھی چار چار گھنٹوں کے لیے جاتی ہے۔ لوگوں نے UPS لگائے ہوئے ہیں وہ بھی breakdown ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! آپ اس کا notice لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ابھی چار، پانچ ساتھی رہتے ہیں اگر مختصر مختصر کر لیں تو سب لوگ بول سکیں کیونکہ نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے۔ جی بی بی یاسمین صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ کل وزیراعظم صاحب نے ایک announcement کی ہے جس کے تحت 1996 سے 1998 تک جو ملازم برطرف ہوئے تھے جو 7700 کے قریب ہیں اور وہ مختلف محکموں کے ہیں، ان کو بحال کیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حکومت وقت اگر اس قسم کا کوئی اقدام اٹھاتی ہے عوام کے لیے تو مہربانی کر کے NCHD کے جو ملازم تھے جن کو برطرف کیا گیا تھا میں سمجھتی ہوں کہ ان کو بھی بحال کیا جائے کیونکہ وہ بھی پاکستانی ہیں اور ان کا بھی اس حکومت وقت سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا دوسرے لوگوں کا ہے جو بحال کیے جا رہے ہیں۔

جناب والا! میرا دوسرا point of order یہ ہے کہ Benazir Support Programme کی جو last date دی گئی ہے جو 31 تاریخ ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ بہت ناکافی ہے۔ اس کو مہربانی کر کے بڑھایا جائے کیونکہ بہت سارے لوگ رہ گئے ہیں۔ کیونکہ جتنے بھی فارم ہم لوگوں نے distribute کیے ہیں وہ ابھی تک ہم لوگوں کو واپس نہیں ملے ہیں۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی ہے کہ بہت سے لوگوں کے پاس اپنے شناختی کارڈ بھی نہیں ہیں۔ اگر حکومت وقت نے یہ سہولت عوام کو دی ہے تو میں سمجھتی ہوں کو پورے طریقے سے دی جائے ورنہ اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ حکومت کے پاس fund نہیں تھے کہ انہوں نے ایک last date announce کر دی اور وہ بھی کوئی 15, 20 دن پہلے announce کی ہے کہ 31 تاریخ ہے اور پھر ہمیں فارم دیے گئے ہیں۔ یا تو جب ہمیں فارم دیے گئے تھے اس وقت بتا دیا جاتا کہ اتنا period آپ کو دیا گیا ہے اور یہ last date ہے اور آپ نے اس وقت یہ فارم

واپس کرنے ہیں۔ لہٰذا مہربانی کرکے اس تاریخ کو آگے بڑھایا جائے۔

تیسری بات جناب والا! جو ابھی گلشن صاحبہ نے جو بات کی ہے load shedding کے حوالے سے کیونکہ سندھ میں بھی آپ کو پتا ہے جو کراچی کے حالات ہیں اور اس وقت load shedding پورے پاکستان میں ہو رہی ہے اور یہ بہت غلط بات ہے اور جو bill کے حوالے سے بات ہو رہی ہے وہ بھی بالکل ٹھیک ہے کیونکہ جب چار چار، پانچ پانچ گھنٹے load shedding ہو رہی ہے، لوگوں کے گھروں میں generators چل رہے ہیں اس کے باوجود bills double آ رہے ہیں اور غلط bill آ رہے ہیں۔ دو دن پہلے بھی water and power کی meeting میں میں نے یہ point raise کیا تھا اور آج اس ہاؤس میں بھی یہ بات میں آپ کے توسط سے پہنچانا چاہ رہی ہوں کہ حکومت اس بات کا notice لے اور جو غلط بل آ رہے ہیں ان کو please check کیا جائے۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ۔

Issues Related to Balochistan

سینیٹر پری گل آغا: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ بلوچستان کی سبک زئی ڈیم کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ وہاں پر پچھلی حکومت نے ژوب اور لورا لائی کے لوگوں کے لیے انہوں نے بنایا۔ اس کا آدھا کام تو ہو چکا ہے اور آدھا کام رہتا ہے۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے انہوں نے کام بند کر دیا ہے۔ اب دیکھیں کہ اربوں روپیہ اس ڈیم پر خرچہ ہوا اب اگر آپ بیچ میں کام روک رہے ہیں۔ پانی اتنا ضائع ہو رہا ہے اور اچھا خاصا پانی اس علاقے میں آجاتا ہے اور لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے اسے بند کر دیا ہے کہ یہ پچھلی حکومت کا ہے اسے بند کرو ہم نہیں بناتے۔ اس کے لیے فنڈز دینے بند کر دیے ہیں۔

Overseas میں باہر بھیجنے کے لیے کافی تعداد میں آسامیاں آئی تھیں۔ جناب چیئرمین! ایک میں انہوں نے اتنے سارے لوگوں کو بھیجا ہے۔ بلوچستان سے ایک بندہ بھی انہوں نے نہیں بھیجا، یعنی اتنی بڑی زیادتی۔ جمہوریت کے نعرے لگانے والوں کو دیکھیں کہ ایک بندہ بھی بلوچستان سے نہیں لیا گیا۔ جو بھی ہیں سارے سندھ کے ہیں، پتا نہیں کدھر

کدھر سے ہیں۔ ٹھیک ہے' لگاؤ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ سندھ کے نہ لگاؤ مگر چاروں صوبوں کو برابر کے حقوق دو۔ بلوچستان کو بھی دو' سندھ کو بھی دو' پنجاب کو بھی دو اور فرنٹیئر کو بھی دو۔ یہ تو نہیں کہ سارے سندھ سے چلے گئے ہیں اور بلوچستان کا اس میں ایک بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک اور بات کہ پورے بلوچستان میں اس وقت اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ چوبیس چوبیس گھنٹے بجلی غائب ہوتی ہے۔ واپڈا نے وہ کام کر کے دکھایا ہے جو تاریخ میں کبھی بھی نہیں ہوا ہے۔ آپ سوچیں کہ اتنی لوڈشیڈنگ جو بلوچستان میں ہے وہ کہیں بھی نہیں ہے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ کو چھوڑیں گیس کی لوڈشیڈنگ شروع ہوگئی ہے۔ جہاں سے گیس نکلے' جن کی ملکیت ہو ان لوگوں کو انہوں نے اندھیرے میں رکھا ہوا ہے اور گیس بند کر دی ہے۔ آپ یقین کریں اور آپ انکوائری کریں تو وہاں پر اگر چولھا بھی جلائیں تو اتنا سا بھی نہیں چلے گا۔ جس علاقے سے گیس نکلتا ہے اس کے ساتھ اتنا بڑا ظلم۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک چیز بلوچستان سے پورے پاکستان کو دے رہے ہو اور اس کو محروم رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: مختصر رکھیں' تاکہ باقی ساتھی بھی بول سکیں۔

سینیٹر آغا پری گل: ربانی صاحب کس کس کی بات کا جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: بنگزئی صاحب' طارق عظیم صاحب' کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر آغا پری گل: دیکھیں چیئرمین صاحب کم از کم آج واپڈا کے چیئرمین کو یہاں ہونا چاہیے۔ گیس کے وزیر اور Overseas والوں کو یہاں ہونا چاہیے۔ دیکھیں ناں اب آپ بھی دیکھیں ایک وزیر کاکڑ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا صاحب سن رہے ہیں اس کا نوٹس لیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: یہ لوگ پہلے اتنا شور شرابا کرتے تھے۔ اب یہ سارے کیوں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں پر وزیروں کی لائن لگی ہوتی تھی پھر بھی رضا صاحب شور کرتے تھے کہ کوئی وزیر نہیں ہے۔ اب کیوں شور نہیں کر رہے۔ اب تو ایک وزیر بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اب بنگزئی صاحب کو موقع دیں۔

سینیٹر آغا پری گل : ایوان بالا میں دو منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سوچیں' ایوان بالا ہے اور دو منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اچھا آپ تشریف رکھیں تا کہ دوسرے ساتھیوں کو موقع دوں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! آپ بہت لحاظ کرتے ہیں۔ اب چھ سال پورے ہوگئے ہیں کم از کم کوئی ایسا کام کر کے جائیں۔ اب انہوں نے کیا کیا ہے میں آپ کو بتاتی ہوں۔ انہوں نے لوکل گورنمنٹ والوں نے جتنے بھی سینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں' خدا کی قسم 2008 کی جو سکیمیں ہماری چل رہی تھیں وہ انہوں نے بند کر دی ہیں۔ کیوں؟ کیوں بند کئے جو ہمارے دو دو کروڑ تھے کیا ان کو اپنے فنڈز میں بھیج رہے ہیں۔ کم از کم یہ سینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سینیٹر جا رہے ہیں تو آپ ترقیاتی کام بند کریں۔ جناب چیئرمین! یہ زیادتی ہے' زیادتی ہے۔ جمہوریت اس کو نہیں کہتے کہ آپ جمہوریت کا گلا گھونٹو۔ آپ کا ایک سینیٹ کا ادارہ ہے' سارے سینیٹر بیٹھے ہوئے ہیں' ان سے پوچھیں' بلور صاحب سے پوچھیں۔

جناب چیئرمین: دوسروں کو بھی موقعہ دیں کیونکہ آذان ہو چکی ہے جماعت ہونے والی ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! اگر دو دنوں میں ہمارے فنڈز کے پیسے نہیں ملے تو ہم تمام سینیٹر ----

جناب چیئرمین: نہیں' رضا صاحب سے کہا ہے وہ چیک کر رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں یہ غلط ہے۔ ابھی ہم اپنے حلقے میں جائیں گے تو وہ کیا کہیں گے کہ ہم جھوٹے لوگ ہیں۔ یہ تو غلط ہے۔ سینیٹروں کی بے عزتی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: اگر آپ تشریف رکھیں تو میں طارق عظیم صاحب کو موقعہ دوں۔ رضا محمد رضا کے پوائنٹ پر انہوں نے کہا ہے کہ چیک کر کے بتائیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: بتائیں گے نہیں' بحال کریں گے۔

جناب چیئرمین: ہاں کوشش یہی ہوگی۔ اگر سلسلہ یہی ہے تو پھر بحال تو ویسے ہی

ہو گا۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں آخر میں' میں رضا صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں انہوں نے بلوچستان کے بارے میں جو کچھ کہا کہ جی ہم بلوچستان کے لیے یہ کر رہے ہیں' وہ کر رہے ہیں اللہ کرے کہ وہ ساری باتیں ٹھیک ہوں۔ یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کیا کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے معافی بھی مانگی ہے اللہ کرے یہ معافی کا بھرم بھی رہے۔ اب پتا چلے گا کہ آپ بلوچستان کے لیے کیا کر رہے ہیں اس وقت بلوچستان کے لیے کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے' طارق عظیم صاحب کو دوں۔ جی طارق عظیم صاحب۔ آپ تشریف رکھیں ساتھی ہمارے رہ جائیں گے کیونکہ جماعت کھڑی ہونے والی ہے۔ جی طارق عظیم صاحب۔ مختصر رکھیے گا تاکہ باقی ساتھی بھی بات کر سکیں۔

Government's Letter to the IMF Regarding Last Government Economic Performance.

Senator Tariq Azim Khan: Thank you very much.

اس ہاؤس کی وساطت سے we would like to congratulate President Obama in keeping his promise and welcome closing down Guantanamobay, illegal detention center جو وہاں پر بنا ہوا تھا انہوں نے اپنا promise پورا کیا اور اس کو بند کر دیا ہے۔ یہ بھی announce کیا ہے کہ پاکستان افغانستان پر ان کی جو پالیسی ہے اس کو review کر رہے ہیں I hope کہ جب وہ review کرتے ہیں تو اس میں جو drone attacks ہمارے سرحدی علاقوں پر ہو رہے ہیں اس کو بھی وہ بند کرنے کا آرڈر کریں گے۔

ایک اور چیز جو ابھی اتوار کو اخبار میں چھپی ہے "ڈان" میں یہ چھپا ہے کہ حکومت نے جو IMF سے loan لیا ہے اس پر انہوں نے پچھلی حکومت کے بارے میں جو اعداد و شمار ان کو دیئے ہیں' پچھلی حکومت کی پالیسیوں کو انہوں نے بہت زیادہ condone کیا ہے اور سراہا بھی ہے۔ This is in total contrast with the public statement جو ان کا ہے کہ پچھلی حکومت سے سارے مسائل ان کو ورثے میں ملے ہیں۔ میرے پاس یہ خط ہے تو میں

چاہوں گا کہ یہ سارا خط' انہوں نے IMF سے promises کئے ہیں کہ کس طریقے سے انہوں نے' میں صرف آپ کو اتنا بتانا چاہوں گا' ذرا یہ خط پڑھ دیتا ہوں۔ جو انہوں نے letter of intent میں ساتھ بھیجا ہے کہ the last declared Pakistan's economy is a witness of major transformation جس میں انہوں نے کہا کہ ان کی جی ڈی پی پچھلے سات آٹھ سال میں سات بلین سے بڑھ کر ایک سو ستر بلین ہوگئی۔ per capita income جو پانچ سو سے کم تھیں وہ ایک ہزار ڈالر ہوگئی۔ اسی طرح سارے جو figures ہماری پچھلی حکومت کے تھے انہوں نے بڑھائے ہیں اور سراہے ہیں اور کہا ہے کہ چونکہ ہماری micro economies بڑی اچھی تھی' پچھلی حکومت کی پالیسیاں بہت اچھی تھیں یہ ایک sudden ہمیں problem emergency کا آگیا ہے اس لیے ہمیں فنڈ دیئے جائیں۔ This is total contrast جو public stance ہے تو میں چاہوں گا کہ رضا ربانی صاحب' ہمارے وزیر خزانہ یا وزیر اعظم سے کہیں کہ وہ تشریف لائیں تاکہ یہ جو IMF کی جو conditions انہوں نے وہاں پر accept کی ہیں' اور کہا گیا ہے کہ ہم اسے follow کریں گے۔ ان conditions کو ہم seriously discuss کر سکیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! I would like to see that letter جس letter کی یہ بات کر رہے ہیں جو حکومت پاکستان کی طرف سے یہ کہہ رہے ہیں کہ گیا ہے۔ جس میں ان کی پالیسیوں کو سراہا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کی کاپی ہے آپ کے پاس رضا صاحب کو دے دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں صرف یہاں پر اتنا کہوں گا کہ اگر کوئی ایسا لیٹر گیا ہے تو یقیناً وہ اس دور کے کسی بیوروکریٹ کے ہاتھوں کا drafted ہوگا جس نے یہ خط لکھا ہے کیونکہ ہماری پوزیشن آج بھی یہ ہے کہ جو پچھلی حکومت تھی' حالانکہ میں اس میں نہیں جانا چاہتا لیکن چونکہ انہوں نے یہ بات کی ہے لہذا میں اس کا جواب دے رہا ہوں کہ جو تباہی ان کی حکومت کی economic policy سے اس ملک کے سامنے آئی ہے وہ شاید پاکستان کی تاریخ

میں ایسی تباہی کبھی نہیں آئی - ہاں ایک elite طبقے کو انہوں نے فائدہ دیا۔ پاکستان کو ایک بین الاقوامی منڈی بنانے کے لیے ان کی پالیسیاں بالکل درست تھیں لیکن پاکستان کو ایک independent economic state بنانے کے لیے ان کی کوئی ایسی پالیسی نہیں تھی اور میں اس کو reiterate کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کاپی دے دیں۔ ہمارے تین ساتھی رہ گئے ہیں۔ خالد محمود صاحب، بنگزئی صاحب اور کامران مرتضیٰ صاحب لیکن جماعت کا بھی وقت ہوگیا ہے۔ اگر آپ لوگ Monday کو کرلیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ایک منٹ کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین: اچھا خالد صاحب کو پہلے دے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: وہ لمبی بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے آپ کو provoke کیا ہے اب آپ چھوٹی بات کر کے ان کو بتا دیں کہ آپ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین! جناب بات ہو رہی ہے واپڈا کی بیس بیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کی بالکل بجا ہے۔ میں اس دفعہ مکران کے دورے پر گیا تھا وہاں لوگوں کو پانچ ہزار روپے اوسطاً گھریلو صارفین کو بل مل رہے ہیں۔ میری suggestion یہ ہے کہ ایک check and balance کا جو ادارہ ہے جس کو لوگ شکایت پہنچاتے ہیں وہ NEPRA ہے۔ اب میری یہ suggestion ہے، لیڈر آف دی ہاؤس بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کو نوٹ کرلیں کہ NEPRA کا ایک regional office بلوچستان میں بھی کھولا جائے جہاں ظلم وستم کا بازار لگا ہوا ہے۔ گھریلو صارفین کو بیس بیس گھنٹے لوڈشیڈنگ کے باوجود اوسطاً کسی کو سولہ ہزار مل رہا ہے کسی کو دو ہزار مل رہا ہے۔ جب میں نے اس کو calculate کیا تو یہ پانچ ہزار بن رہے ہیں۔ نمبر ۲ جو مکران کے سیلاب زدگان کے حوالے سے جو پیسے release ہوئے ہیں اب تک لوگ خیموں میں بیٹھے ہوئے اس کے منتظر ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی کامران مرتضیٰ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ : میں نے ڈاکٹر صاحب سے وقفت لے لیا ہے۔ جناب والا! مسئلہ یہ تھا کہ Higher Education Commission کے حکومت نے فنڈ روک دیئے ہیں اس کی وجہ سے تقریباً پانچ سو طالب علم وہ ہیں جن کو foreign scholarship ملا تھا جو select ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب رکے ہوئے ہیں۔ دوسری اس میں اہم بات یہ ہے کہ ان پانچ سو میں ایک شخص بھی پورے بلوچستان سے نہیں ہے۔ پھر آپ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ وفاق کا حصہ ہیں۔ وفاق کا جب ہم حصہ ہیں تو جب پانچ سو لوگوں میں سے ایک آدمی بھی بلوچستان سے نہیں لیا جائے گا۔ چلیں جب وہ select ہوگئے' اگر وہ لائق لوگ تھے اور لائق طالب علم تھے کم از کم آپ کے funds رک جانے کی وجہ سے ان کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو اس سے connecting مسئلہ ہے ہمارے صوبے میں تین چار یونیورسٹیاں ہیں۔ بلوچستان میں جو سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اس کا بند ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے for shortage of funds تو اگر ہماری تین چار یونیورسٹیاں ہیں' پہلے تو آپ کہتے ہیں کہ باقی معاملات میں پسماندہ ہے کیوں پسماندہ ہے education نہیں اور education کے لیے یونیورسٹیاں بند کی جا رہی ہیں۔ بند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے۔ فنڈز کی طرف توجہ مبذول کروائی جائے اور دوسرا وفاق کے اندر ہماری participation کو ensure کیا جائے تاکہ پتا چلے اگر پانچ سو لوگ select ہوتے ہیں تو اس میں ایک' دو' چار' پانچ' دس بلوچستان سے بھی ہوں اور وہ پانچ سو باقی لوگوں کا بھی حق دلوائیں گے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب نوٹ کر رہے ہیں۔ جی خالد محمود صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : شکریہ جناب چیئرمین۔ پہلے تو رضا صاحب نے جو بلوچستان کے بارے میں بتایا کہ حکومت نے کچھ اعلانات کیے ہیں' میں ان کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم بھی مظلوم ہیں۔ وفاق کو سب سے زیادہ revenue سندھ دیتا ہے' ستر فیصد' قیام پاکستان سے لے کر آج تک اور پھر کراچی کی بندرگاہ سے وفاق کو کتنا ملتا ہے۔ پورے پاکستان میں جو گیس اور تیل مہیا کیا جا رہا ہے اس میں سندھ کا کتنا بڑا حصہ ہے؟ یہ حکومت جانتی ہے۔

میں گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے بلوچستان پر مہربانی کی ہے، قوم آپ کی مشکور ہے لیکن صوبہ سندھ کو بھی اس کا حق ملنا چاہیے۔ ہمارے ساتھ بھی بہت عرصے سے زیادتی ہو رہی ہے۔ خاص طور پر این ایف سی ایوارڈ کو ازسرنو دیکھا جائے اور فوری طور پر اس کا اعلان کیا جائے کیونکہ آج تک این ایف سی ایوارڈ میں بھی ہمارے ساتھ سراسر ظلم کیا گیا ہے۔

اس کے بعد میں اپنے Point of Order پر آتا ہوں۔ سندھ کے تین بہت بڑے تعلیمی ادارے، سندھ یونیورسٹی، مہران یونیورسٹی اور لیاقت میڈیکل یونیورسٹی، سب جام شورو میں ہیں۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے وہاں پر بہت مسائل ہیں۔ Teaching staff کی کمی ہے، technical staff کی کمی ہے، lower staff کی کمی ہے اور وہاں پر ملازمین کی رہائش کے مسائل ہیں۔ میں حال ہی میں ان تینوں اداروں میں گیا ہوں۔ وہاں کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ مرکزی حکومت سندھ کے ان تینوں اداروں کی طرف خصوصی توجہ دے۔ ان کے فنڈز میں اضافہ کیا جائے اور ان کے جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں۔ لاڑکانہ میں Special Education کا ادارہ، Chandka School for Special Education نابینا افراد کی تعلیم کا ادارہ ہے جو ادھار کی عمارت میں چل رہا ہے۔ وہ عمارت گرنے والی ہے۔ کافی عرصہ ہوا ہے انہوں نے اپنا پلاٹ لیا تھا لیکن Special Education کے لیے وہاں پر نئی عمارت نہیں بنائی جا رہی۔ میں کل Sepcial Education کے ادارے میں گیا تھا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ وہاں پر جو پلاٹ لیا گیا ہے نابینا حضرات کی تعلیم کے لیے، اس پر تعمیراتی کام جلد از جلد شروع کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کا point ہو گیا ہے، اگر ختم کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: ان دونوں معاملات کو، تین Universities کے معاملات کو ہماری Education Standing Committee میں refer کر دیں۔ لاڑکانہ میں نابینا افراد کے ادارے کو آپ Special Education کی Standing Committee کی طرف refer کر دیں تو کام کرنے میں آسانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

The House now stands adjourned to meet again on Monday, the 25th January at 4.00 p.m.

سبحان ربک ربّ العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمدللہ ربّ العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Monday, the 25th January, 2009, at 4.00 p.m.]